فالصّٰلحٰت قٰنتٰت حٰفظٰت للغیب بما حفظ اللّٰہ

۷۸۶

اسوۂ صحابیاتؓ

جس مین

خاص طور پر عورتون اور لڑکیون کے درس، ہدایت اور مطالعہ کے لئے

ازواج مطہرات، بنات طیبات اور اکابر صحابیاتؓ کی زندگی کے مذہبی

اخلاقی، معاشرتی واقعات اور مذہبی، اخلاقی اور علمی خدمات کی تفصیل

مستند حوالون سے کی گئی ہی،

از

مولانا عبد السلام ندوی

باہتمام:- مولوی مسعود علی صاحب ندوی

در مطبع معارف اعظم گدہ مین چھپی،

(طبع سوم) (۱۹۴۶ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

عورتون کی تعلیم وتربیت کے مسئلہ سے اصولاً کسی کو اختلاف نہین ہے گفتگو جو کچھ ہے یہ ہے کہ موجودہ دور کی تعلیم وتربیت سے متمتع ہو کر ایک مسلمان عورت، مذہب اخلاق اور معاشرت کے قدیم اصول کو قائم رکھ سکے گی یا نہین؟ یا دوسرے الفاظ مین قدیم اسلامی روایات کا تحفظ کر سکے گی یا نہین؟ جن لوگون کو مسئلۂ تعلیم نسوان سے اختلاف ہے وہ اسی شبہہ کو اپنی دلیل قرار دیتے ہین، اور موجودہ دور کے تعلیم یافتہ مردون نے جو مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی نمونے قائم کئے ہین، اُن سے بھی اس شبہہ کی تائید ہوتی ہے، اور غیر قومون کی تعلیم یافتہ عورتون نے بھی ہماری خواتین کے لئے کوئی عمدہ نمونہ نہین قائم کیا ہے لیکن اسلام کی قدیم تاریخ ہمارے سامنے مسلمان عورت کا بہترین اور اصلی نمونہ پیش کرتی ہے اور آج جب کہ زمانہ بدل رہا ہے، یورپین تمدن اور یورپین طرزِ معاشرت سے ہمارے جدید تعلیم یافتہ لوگ بھی بیزاری ظاہر کر رہے ہین، اگر ہماری عورتون کے سامنے اسلام کی ممتاز اور برگزیدہ خواتین کا نمونہ پیش کر دیا جائے، تو ان کی فطرتی لچک ان سے اور بھی زیادہ متاثر ہو سکے گی، اور موجودہ دور کے موثرات سے بیزار ہو کر خالص اسلامی اخلاق، اسلامی معاشرت اور اسلامی تمدن کا نمونہ بن جائے گی،

اسلام کے ہر دور مین اگرچہ عورتون نے مختلف حیثیتون سے امتیاز حاصل کیا ہے لیکن ازواج مطہرات

نبات طیبات[رضہ] اور اکابر صحابیات[رض] ان تمام حیثیات کی جامع ہین اور ہماری عورتون کے لئے انہی کے مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور علمی کارنامے اسوۂ حسنہ بن سکتے ہین، اور موجودہ دور کے تمام معاشرتی اور تمدنی خطرات سے ان کو محفوظ رکھ سکتے ہین،

مین نے اسوۂ صحابہ کی دونون جلدون مین عہد صحابہ کے جو مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور علمی واقعات جمع کئے ہین، ان مین اگرچہ صحابیات[رض] کے یہ تمام کارنامے بھی نمایان طور پر نظر آتے ہین لیکن ان کی اہمیت، ان کی عظمت اور ان کی اسلامی خدمت کے لحاظ سے مین نے ان واقعات کو جو اس کتاب کی دونون جلدون مین متفرق طور پر موجود تھے، متعدد واقعات کے اضافہ کے ساتھ اس مختصر سے رسالے مین الگ جمع کر دیا ہے جس سے ایک طرف تو یہ فائدہ ہوگا، کہ صحابیات کی مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور علمی زندگی ایک مستقل حیثیت اختیار کرے گی، دوسری طرف ہماری عورتون اور لڑکیون کے درس ہدایت اور مطالعہ کے لئے مستند اور موثر واقعات کا ایک مجموعہ مرتب ہو جائے گا جس پر عمل کر کے وہ خالص اسلامی تعلیمات کا بہترین نمونہ بن جائین گی، اور ان کی تعلیم و تربیت کے متعلق جو شبہات ظاہر کئے جا رہے ہین، ان کی عملی تردید کر سکین گی، وَمَا توفیقی الا باللہ،

عبد السلام ندوی
شبلی منزل اعظم گڈھ
۱۳ دسمبر ۱۹۲۲ع

فہرست مضامین

اسوۂ صحابیات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قبولِ اسلام

لطافتِ طبع، رقتِ قلب اور اثر پذیری ایک نیک سرشت انسان کا اصلی جوہر ہین، اور انہی کے ذریعہ سے وہ ہر قسم کی پند و موعظت، تعلیم و تربیت، اور ارشاد و ہدایت کو قبول کرسکتا ہے پھولون کی پنکھڑیان نسیم صبح کی خاموش حرکت سے ہل جاتی ہین، لیکن تناور درختون کو بادِ صرصر کے جھونکے بھی نہین ہلا سکتے، شعاعِ نگاہ آئینہ کے اندر سے گذر جاتی ہے لیکن پتھرون پر فولادی تیر بھی نہین اثر کرتے، بعینہٖ یہی حال انسان کا بھی ہے، لطیف الطبع اور رقیق القلب آدمی ہر دعوتِ حق کو آسانی سے قبول کرلیتا ہے لیکن سنگ دل اور غلیظ القلب لوگون پر بڑے بڑے معجزے بھی اثر نہین کرتے، اس فرقِ مراتب کی جزئی مثالین ہر جگہ مل سکتی ہین، لیکن اشاعتِ اسلام کی تاریخ تمام تر اسی قسم کی مثالون سے لبریز ہے، کفار مین ہم کو بہت سے اشقیاء کا نام معلوم ہے جنھون نے ہزارون کوششون کے بعد بھی خدائے ذوالجلال کے آگے سر نہین جھکایا لیکن صحابۂ کرام مین سیکڑون بزرگ ہین جو توحید کی آواز کے سننے کے ساتھ ہی اسلام کے حلقے مین داخل ہوگئے، صحابہ کے ساتھ صحابیات بھی اس فضیلت مین شریک ہین، اور نہ صرف شریک ہین، بلکہ ان سے اسبق و اقدم ہین، چنانچہ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ نے بغیر کسی قسم کی کد و کاوش اور جبر و اکراہ کے اسلام قبول کیا اور اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی اپنے خدا کے آگے سر جھکایا، تاریخ ابن خمیس مین حضرت رافعؓ سے مروی ہے

ل ص ۲۸۶،

قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم بعثت	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین
یوم الاثنین وصلت خدیجۃ	دوشنبہ کے دن مبعوث ہوا، اور خدیجہؓ نے
آخر یوم الاثنین وصلی علی یوم الثلاثا	اس دن کے آخری حصہ مین نماز پڑھی اور علی
من الغد ثم زید بن حارثۃ ثم	نے دوسرے دن منگل کو نماز پڑھی، اس کے بعد
ابوبکر،	زید بن حارثہ اور ابوبکر شریک نماز ہوئے

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آفتابِ رسالت سے پہلے دن جو شعاع افقِ عالم پر چمکی وہ ایک رقیق القلب مقدس خاتون کے سینہ پر نور سے چھن کر نکلی،

اعلانِ اسلام ابتدائے اسلام مین اسلام قبول کرنے سے زیادہ اظہارِ اسلام کے لئے ہمت شجاعت اور جسارت کی ضرورت تھی لیکن باوجود کفار کی روک ٹوک اور جور وستم کے صحابہ کے ساتھ صحابیات نے بھی نہایت جرأت وبیباکی کے ساتھ اپنے اسلام کا اظہار کیا، چنانچہ ابتدا مین جن سات بزرگون نے اپنے اسلام کا اعلان کیا تھا، ان مین چھ آدمی یعنی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ حضرت بلالؓ، حضرت خبابؓ، حضرت صہیبؓ، حضرت عمارؓ مرد تھے، اور ساتوین ایک غریب صحابیہ یعنی حضرت عمارؓ کی والدہ حضرت سمیہؓ تھین[۱]،

صحابیات نے اپنی نیک طینتی سے صرف آسانی کے ساتھ اسلام ہی کو قبول نہین کیا، بلکہ انھون نے نہایت آسانی کے ساتھ اسلام کی اشاعت بھی کی، چنانچہ صحیح بخاری کتاب التیمم مین ہے کہ صحابۂ کرام نے ایک سفر مین ایک عورت کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین پیش کیا، اس کے پاس پانی کے مشکیزے تھے، اور صحابہ نے پانی ہی کی ضرورت سے اس کو پکڑا تھا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا پانی لیا، تو اس کی قیمت ادا فرمائی، اس کو آپ کی اس دیانت سے اسی وقت

[۱] تاریخ خمیس ص ۲۵۷،

آپ کی نبوت کا یقین آگیا، اور اس کے اثر سے اس کا تمام قبیلہ بھی مسلمان ہو گیا،

تحمل شدائد صحابۂ کرام کے ساتھ صحابیات نے بھی اسلام کے لئے ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کین اور اُن کے ایمان مین ذرہ برابر بھی تزلزل واقع نہین ہوا،

حضرت سُمیہؓ نے اسلام قبول کیا، تو اُن کو کفار نے طرح طرح کی اذیتین دینا شروع کین سب سے سخت اذیت یہ تھی، کہ ان کو مکہ کی تپتی ریت مین لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ مین کھڑا کر دیتے تھے، لیکن باایں ہمہ وہ اسلام پر ثابت قدم رہتی تھین، ایک دن کفار نے حسبِ معمول ان کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ مین زمین پر لٹا دیا تھا، اسی حالت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا تو فرمایا "صبر کرو، تمھارا ٹھکانا جنت مین ہے،" لیکن کفار کو اس پر بھی تسکین نہین ہوئی، اور ابوجہل نے ان کی ران مین برچھی مار کر ان کو شہید کر دیا، چنانچہ اسلام مین سب سے پہلے شرفِ شہادت انھی کو نصیب ہوا[۱]، اور صحابیات کی یہ سب سے بڑی فضیلت ہے کہ سب سے پہلے ایک صحابیہ نے اسلام قبول کیا، اور سب سے پہلے ایک صحابیہ نے شرفِ شہادت حاصل کیا،

حضرت عمرؓ کی بہن جب اسلام لائین اور حضرت عمرؓ کو اس کا حال معلوم ہوا، تو اس قدر مارا کہ بدن لہولہان ہو گیا، لیکن انھون نے صاف صاف کہدیا کہ جو کچھ کرنا ہو کرو مین تو اسلام لاچکی[۲]، لبینہؓ کو بھی حضرت عمرؓ مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے کہ مین نے رحم کی بنا پر نہین بلکہ تم کو اس وجہ سے چھوڑ دیا ہے کہ تھک گیا ہون،" اسی طرح وہ زنیرہؓ کو بھی جو ان کے گھرانے کی کنیز تھین، نہایت اذیت دیتے تھے،

قطعِ علائق صحابۂ کرام ایمان لائے تو ان کے تمام رشتے ناتے منقطع ہو گئے، لیکن اس سے ان کی قوتِ ایمانی مین کوئی تزلزل واقع نہین ہوا، صحابیات کی حالت اس معاملہ مین صحابۂ کرام سے بھی

---

[۱] اسد الغابہ تذکرہ حضرت سمیہؓ [۲] اسد الغابہ تذکرہ حضرت عمرؓ

زیادہ نازک تھی، انسان اگرچہ اپنے تمام اعزہ واقارب کی اعانت کا محتاج ہوجاتا ہے لیکن عورت کی زندگی کا تمامتر دار و مدار شوہر کی اعانت و امداد پر ہوتا ہے، اور وہ کسی حالت مین بھی اس سے بے نیاز نہین ہوسکتی باپ بیٹے سے، بیٹا باپ سے قطع تعلق کرکے زندگی بسر کرسکتا ہے لیکن عورت شوہر سے جدا ہوکر بالکل بیکس و بے چارہ ہوجاتی ہے، لیکن باایں ہمہ صحابیات رضؓ نے اسلام کے لئے اس نازک رشتے کو بھی منقطع کیا، اور اپنے کافر شوہرون سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہوگئین، چنانچہ صلح حدیبیہ کے بعد جب یہ آیت نازل ہوئی :-

وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ — کافرہ عورتون سے تعلق نہ رکھو،

توجس طرح صحابۂ کرام نے اپنی کافرہ عورتون کو طلاق دیدی، اسی طرح بہت سی صحابیاتؓ بھی اپنے کافر شوہرون کو چھوڑ کر ہجرت کرآئین، اوران مین سے ایک بھی اپنے شوہر کے پاس واپس نہ گئی، چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہین :-

مَا نَعْلَمُ اَنَّ اَحَدًا مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ ارْتَدَّتْ بَعْدَ اِيْمَانِهَا[1] — ہم کو کسی ایسی مہاجرہ عورت کا حال معلوم نہین جو ایمان لاکر پھر مرتد ہوئی ہو،

عقائد

توحید کفار نے صحابیاتؓ کو طرح طرح کی اذیتین دین، لیکن ان کی زبان سے کلمۂ توحید کے سوا کلمۂ شرک نہین نکلا، حضرت اُمّ شریکؓ ایمان لائین، تو ان کے اعزہ واقارب نے ان کو دھوپ مین لیجا کر کھڑا کردیا، اس حالت مین جب کہ وہ دھوپ مین جل رہی تھین، روٹی کے ساتھ شہد جیسی گرم چیز کھلاتے، اور پانی نہین پلاتے تھے، جب اس مصیبت مین تین دن گذر گئے، تو ظالمون نے کہا کہ جس مذہب پر تم ہو اب اس کو چھوڑ دو، وہ اس قدر بدحواس ہوگئی تھین کہ ان جملون کا مطلب نہ سمجھ سکین، اب ان لوگون نے آسمان کی طرف انگلی اٹھاکر بتایا تو سمجھین کہ توحید الٰہی کا انکار مقصود ہے، بولین خدا کی قسم مین تو اب تک اس عقیدہ پر قائم ہون[2]

[1] بخاری کتاب الشروط ذکر صلح حدیبیہ [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت اُمّ شریکؓ،

شرک سے علٰحدگی | عورتیں قدیم رسم و رواج اور قدیم عقائد کی نہایت پابند ہوتی ہیں، اور عرب میں مشرکانہ عقائد ایک مدت سے پھیل کر قلوب میں راسخ ہو گئے تھے، لیکن صحابیاتؓ نے اسلام لانے کے ساتھ ہی شدت کے ساتھ ان عقائد کا انکار کیا، عرب کا خیال تھا کہ جو لوگ بتوں کی برائی بیان کرتے ہیں، وہ مختلف امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اس لئے حضرت زنیرہؓ اسلام لانے کے بعد اندھی ہوگئیں، تو کفار نے کہنا شروع کیا کہ ان کو لات وعزیٰ نے اندھا کر دیا لیکن انھوں نے صاف صاف کہدیا کہ لات وعزیٰ کو اپنے پوجنے والوں کی کیا خبر، یہ خدا کی طرف سے ہے[۱]

جاہلیت کے زمانہ میں بچوں کے بچھونوں کے نیچے استرا رکھدیتے تھے، اور سمجھتے تھے کہ اس طرح بچے آسیب سے محفوظ رہتے ہیں، حضرت عائشہؓ نے ایک بار کسی بچے کے سرہانے استرا دیکھا تو منع فرمایا، اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹوٹکے کو سخت ناپسند فرماتے تھے[۲]،

عرب میں شرک کا اصلی مرکز بت تھے، جو گھر گھر میں نصب تھے لیکن صحابیاتؓ نے ہر موقع پر ان سے تبری ظاہر کی، چنانچہ حضرت ہند بنت عتبہؓ جب ایمان لائیں، تو گھر میں جو بت نصب تھا، اس کو توڑ پھوڑ ڈالا اور کہا کہ ہم تیری نسبت بڑے دھوکے میں مبتلا تھے[۳]،

حضرت ابو طلحہؓ نے جب حضرت ام سلیمؓ سے نکاح کی خواہش کی، تو انھوں نے کہا "ابو طلحہ کیا تم کو یہ خبر نہیں کہ جس خدا کو تم پوجتے ہو وہ ایک درخت ہے، (یعنی لکڑی کا بت ہے) جو زمین سے اُگا ہے، اس کو فلاں حبشی نے گڑھ کر تیار کیا ہے" بولے مجھے معلوم ہے، بولیں تو کیا تمھیں اس کی عبادت سے شرم نہیں آتی، چنانچہ جب تک انھوں نے بت پرستی سے توبہ کر کے کلمۂ توحید نہیں پڑھا، انھوں نے ان سے نکاح کرنا پسند نہیں کیا[۴]،

---

[۱] اسد الغابہ تذکرۂ حضرت زنیرہؓ [۲] ادب المفرد باب الطیرۃ من الجن [۳] طبقات ابن سعد تذکرۂ ہند بنت عتبہؓ [۴] طبقات ابن سعد تذکرۂ حضرت ام سلیمؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد نہ صرف صحابیات کے لوحِ دل پر کالنقش فی الحجر تھا، بلکہ ان کی چھوٹی چھوٹی لڑکیون کے دل مین بھی یہ عقیدہ نہایت شدت سے راسخ ہوگیا تھا، ایک بار آپ نے ایک لڑکی کو بد دعا دیدی کہ تیرا سن زیادہ نہ ہو، اس نے شدتِ اعتقاد کی بنا پر اس کا یقین کرلیا، اور حضرت ام سلیمؓ کے پاس روتی ہوئی آئی، اور کہا کہ آپنے مجھ کو یہ بد دعا دی ہے، اب میرا سِن نہ بڑھیگا، وہ بدحواس آپ کی خدمت مین حاضر ہوئین، اور کہا کہ آپنے میری یتیمہ کو یہ بد دعا دیدی؛ آپ ہنس پڑے اور فرمایا مین بھی آدمی ہون اور آدمیون کی طرح خوش اور رنجیدہ ہوتا ہون، پس جس کو مین ایسی بد دعا دون جس کا وہ مستحق نہین ہے، تو یہ اس کے لئے پاکی تزکیہ، اور نیکی ہوگی۔[1]

عبادات

ابوابُ الصّلوٰۃ

پابندی جماعت

اگرچہ عورتون پر جماعت کی پابندی فرض نہین ہے، اور اس بنا پر بعض غیور صحابہ جماعت مین اپنی عورتون کی شرکت کو پسند بھی نہین کرتے تھے، تاہم بعض صحابیات پر اس کا کچھ اثر نہین پڑتا تھا، اور وہ مناسب اوقات مین نماز باجماعت ادا فرماتی تھین، حضرت عمرؓ کی بی بی برابر عشاء، اور فجر کی نماز مین شریک جماعت ہوتی تھین، ایک بار اُن سے لوگون نے کہا کہ تمھین معلوم ہے کہ عمرؓ اس کو پسند نہین کرتے، پھر کیون ایسا کرتی ہو، بولین تو پھر روک کیون نہین دیتے۔[2]

نماز جمعہ

عورتون پر اگرچہ جمعہ فرض نہین ہے تاہم صحابیات اس دن کی بہت عزت کرتی تھین، اور اسکی برکتون مین عمدہ طریقون سے شریک ہوتی تھین، ایک صحابیہ تھین، جو اپنے کھیتون مین چقندر بو دیا کرتی تھین

[1] مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب من لعنہ النبی صلعم وسبہ ودعا علیہ۔ [2] بخاری باب ھل علی من لا یشھد الجمعۃ غسل من النساء والصبیان وغیرھم۔

جب جمعہ کا دن آتا تھا، تو اس کو پکا کر نمازِ جمعہ کے بعد تمام صحابہ رضؓ کو کھلاتی تھیں[۱]،

نمازِ اشراق | نمازِ اشراق اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ حضرت امّ ہانی رضؓ سے مروی ہے تمام عمر میں صرف ایک بار پڑھی تھی لیکن بعض صحابیات نے اس کا التزام کر لیا تھا، چنانچہ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں، کہ میں نے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نمازِ اشراق پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن میں خود پڑھتی ہوں، کیونکہ آپ بہت سی چیزوں کو پسند فرماتے تھے لیکن ان پر اس لئے عمل نہیں کرتے تھے، کہ امت پر فرض نہ ہو جائیں[۲]!

تہجد و نمازِ شبانہ | صحابۂ کرام تہجد پڑھتے تھے، تو اس میں صحابیات بھی شریک ہوتی تھیں، چنانچہ حضرت عمر رضؓ رات کو تہجد کے لئے اپنے اہل و عیال کو جگاتے تھے، تو یہ آیت پڑھتے تھے، وامر بالصلٰوۃ واصطبر علیہا لا نسئلک رزقًا نحن نرزقک والعاقبۃ للتقوٰی[۳]، حضرت ابوہریرہ رضؓ نے رات کے تین حصے کر دیئے تھے، ایک میں خود، دوسرے میں ان کی بی بی اور تیسرے میں ان کا خادم تہجد پڑھتا تھا، اور ایک دوسرے کو جگاتا تھا[۴]،

ابواب الزکوٰۃ والصدقات

زیور عورتوں کو سب سے زیادہ محبوب ہوتے ہیں لیکن صحابیات کو خدا کی مرضی اُن سے بھی زیادہ عزیز تھی، ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابیہ اپنی لڑکی کو لیکر حاضر ہوئیں، لڑکی کے ہاتھ میں سونے کے موٹے موٹے کنگن تھے، آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا، کیا تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ بولیں نہیں فرمایا، کیا تمہیں یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ خدا قیامت کے دن اس کے بدلے اس کے ہاتھ میں آگ کے کنگن پہنائے؟ انھوں نے یہ سنا تو فوراً کنگن آپ کے سامنے ڈال دیئے کہ یہ خدا اور خدا کے رسول کے ہیں[۵]،

---

[۱] بخاری کتاب الجمعہ باب فی قول اللہ عزوجل فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ [۲] مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب صلوٰۃ الضحیٰ، [۳] موطا کتاب الصلوٰۃ باب فی صلوٰۃ اللیل [۴] بخاری کتاب الاطعمہ باب الحشف، [۵] ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب الکنز ما ہو و زکوٰۃ الحلی،

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبۂ عید مین صدقہ وخیرات کی ترغیب دی صحابیات رضؓ کا مجمع تھا حضرت بلال رضؓ دامن پھیلائے ہوئے تھے، اور صحابیات رضؓ اپنے کان کی بالیان، گلے کے ہار اور انگلیون کے چھلے تک پھینکتی جاتی تھین[1]، حضرت اسماء رضؓ کے پاس صرف ایک ہی لونڈی تھی، انھون نے اس کو فروخت کیا اور روپیہ گود مین لے کر بیٹھین، اسی حالت مین ان کے شوہر حضرت زبیر رضؓ آئے اور کہا کہ روپیہ مجھے دیدو، بولین: مین نے تو اس کو صدقہ کر دیا[2]!

اعزہ واقارب پر صدقہ کرنا ایک بار حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ کی بی بی حضرت زینب رضؓ نے ان سے کہا کہ تم نادار آدمی ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اگر آپ اجازت دین تو مین جو صدقہ کرنا چاہتی ہون تمھین کو دون، لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ نے کہا کہ تمھین جاؤ، وہ آئین، تو آستانِ مبارک پر اسی غرض سے ایک دوسری صحابیہ بھی موجود تھین، دونون نے حضرت بلال رضؓ کے ذریعہ سے پوچھوایا کہ دو عورتین اپنے شوہرون اور چند یتیمون پر جو اُن کی کفالت مین ہین، صدقہ کرنا چاہتی ہین" کیا یہ جائز ہے؟ آپ نے فرمایا ان کو دو دو ثواب ملین گے، ایک قرابت کا دوسرا صدقہ کا،

ایک بار حضرت ام سلمہ رضؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مین ابوسلمہ کے لڑکون پر صدقہ کرون تو مجھ کو ثواب ملے گا، مین ان کو چھوڑ نہین سکتی، کیونکہ وہ میرے لڑکے ہین، آپ نے فرمایا ہان تمھین ثواب ملے گا،

ایک صحابیہ نے اپنی مان کو ایک لونڈی صدقۃً دی تھی، مان کا انتقال ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی نسبت دریافت کیا، آپ نے فرمایا، صدقے کا ثواب تمھین مل چکا، اور اب وہ لونڈی تمھاری وراثت مین داخل ہوگئی[3]،

---

[1] ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب الخطبہ وباب لصلوٰۃ بعد صلوٰۃ العید [2] مسلم کتاب الآداب باب جواز ارداف المراۃ الاجنبیۃ

[3] ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب من تصدق بصدقۃ ثم ورثہا،

محتاج کی حسب حاجت امداد

صحابیات موت وحیات دونون حالتون مین اہل حاجت کی اعانت وامداد فرماتی تھین، غزوۂ احد مین حضرت صفیہؓ آئین، اور اپنے بھائی حضرت حمزہ سید الشہداءؓ کے کفن کے لئے دو کپڑے لائین لیکن ان کی لاش کے پاس ایک انصاری کی لاش بھی اسی طرح برہنہ نظر آئی، دل مین شرمائین کہ حمزہ دو کپڑون مین کفنائے جائین، اور انصاری کے لئے ایک کپڑا بھی نہ ہو ناپا تو ایک کا قد بڑا نکلا مجبوراً کپڑے پر قرعہ ڈالا گیا، اور جو کپڑا جس کے حصہ مین پڑا وہ اسی مین کفنایا گیا۔[۱]

ابوابُ الصّوم

صائم الدہر رہنا

آج ہماری عورتین صومِ مفروضہ مین بھی لیت ولعل کرتی ہین لیکن بعض صحابیاتؓ صائم الدہر رہتی تھین یعنی ہمیشہ روزہ رکھتی تھین، حضرت ابو امامہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار دعاے شہادت کی درخواست کی لیکن آپ نے سلامتی کی دعا فرمائی، اخیر مین عرض کی کہ کسی ایسے عمل کی ہدایت فرمائیے کہ خدا مجھے اس سے نفع دے آپنے روزہ کا حکم دیا، اورانھون نے متصل روزہ رکھنے کا التزام کرلیا، ان کے ساتھ ان کے خادم اور بی بی نے بھی اس عملِ صالح مین شرکت کی، اور روزہ ان کے گھر کی امتیازی علامت ہوگئی، اگر کسی دن ان کے گھر مین دھوان اٹھتا تو لوگ سمجھتے کہ آج ان کے گھر مین کوئی مہمان آیا ہے، ورنہ اس گھر مین دن کا کھانا کیونکر پک سکتا تھا۔[۲]

نفل کے روزے رکھنا

بعض صحابیہ نفل کے روزے رکھتی تھیں، جس سے ان کے شوہر کو تکلیف ہوتی تھی انھون نے روکا تو ان کو سخت ناگوار ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین جا کر شکایت کی لیکن آپنے حکم دیا کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نفل کا روزہ نہین رکھ سکتی۔[۳]

---

[۱] مسند احمد حنبل جلد ۱ ص ۱۶۵ [۲] ایضاً جلد ۵ ص ۲۵۵،

[۳] ابوداؤد کتاب الصیام باب المراۃ تصوم بغیر اذن زوجہا،

مُردون کی جانب سے روزہ رکھنا صحابیات نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ اپنے مُردون کی جانب سے بھی روزے رکھتی تھین، ایک صحابیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میری مان کا انتقال ہوگیا ہے اور اس پر روزے فرض تھے، کیا مین ان کو پورا کردون؟ آپ نے اُن کو اجازت دیدی[۱]،

اعتکاف صحابیات کو اعتکاف کا اس قدر شوق تھا کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کے لئے خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا، تو حضرت عائشہ رض نے اپنا خیمہ الگ نصب کروایا، ان کی دیکھا دیکھی تمام ازواجِ مطہرات نے بھی خیمے نصب کرائے[۲]،

ابواب الحج

حج فرائضِ اسلام مین اگرچہ حج صرف ایک بار فرض ہے لیکن صحابیات کو ایک بار کے حج سے کیا تسکین ہوسکتی تھی، اس لئے تقریبًا ہر سال فریضۂ حج ادا کرتی تھین، ایک بار حضرت عائشہ رضی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کی اجازت چاہی، تو آپنے فرمایا "بہترین جہاد حج مبرور ہے" اس کے بعد سے ان کا کوئی سال حج سے خالی نہ گیا[۳]،

صحابیات جس ذوق وشوق سے حج ادا کرتی تھین، اس کا موثر منظر حجۃ الوداع مین دنیا کو نظر آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ حج کیا تو حضرت اسماء بنت عمیس رض اگرچہ حاملہ تھین لیکن وہ بھی روانہ ہوئین، بہت سے صحابہ حجۃ الوداع کی شرکت کے لئے جارہے تھے، راستے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو ایک صحابیہ جھپٹ کے آپکے پاس آئین، اور ہودج سے اپنے بچے کو نکال کر پوچھا کیا اس کا حج بھی ہوسکتا ہے؟ فرمایا ہان تمھین اس کا ثواب ملے گا[۴]،

---

[۱] بخاری کتاب الصوم باب من مات وعلیہ صوم [۲] ابوداؤد کتاب الصیام باب فی الاعتکاف [۳] بخاری کتاب الحج باب حج النساء، [۴] ابوداؤد کتاب المناسک باب فی الصبی الحج،

صحابیات فریضۂ حج کے ادا کرنے میں طرح طرح کا التزام مالا یلزم کرتی تھیں، ایک صحابیہ نے خانۂ کعبہ تک پاپیادہ جانے کی نذر مانی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا پاپیادہ بھی چلو اور سوار بھی ہو لو[1]، اگر کسی معذوری سے حج کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو جاتا تھا، تو صحابیات کو سخت صدمہ ہوتا تھا، حجۃ الوداع میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ضرورتِ نسوانی سے معذوری ہو گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا تو دیکھا کہ رو رہی ہیں، فرمایا کیا ماجرا ہے؟ بولیں کہ میں نے اب تک حج نہیں کیا تھا، فرمایا سبحان اللہ یہ تو فطری چیز ہے، تمام مناسک ادا کر لو صرف خانۂ کعبہ کا طواف نہ کرو[2]،

ماں باپ کی طرف سے حج ادا کرنا

صحابیات نہ صرف خود بلکہ اپنے ماں باپ کی جانب سے بھی حج ادا کرتی تھیں حجۃ الوداع کے زمانہ میں ایک صحابیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ میرے باپ پر حج فرض ہو گیا ہے لیکن وہ بڑھاپے کی وجہ سے سواری پر بیٹھ نہیں سکتے، کیا میں اُن کی جانب سے حج ادا کر دوں"؟ آپ نے ان کو اس کی اجازت دیدی[3]، ایک صحابیہ کی ماں کا انتقال ہو چکا تھا، وہ آپ کی خدمت میں آئیں، اور کہا کہ میری ماں نے کبھی حج نہیں کیا کیا میں اس کی جانب سے یہ فرض ادا کر دوں"؟ آپ نے ان کو بھی اجازت دی[4]،

عمرہ ادا کرنا

عمرہ فرض ہو یا نہ ہو، لیکن صحابیات اس کو نہایت پابندی کے ساتھ ادا کرتی تھیں، اور جب وہ فوت ہو جاتا تھا، تو اُن کو سخت قلق ہوتا تھا، جب حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جن لوگوں کے پاس ہدی نہ ہو وہ عمرہ ادا کر سکتے ہیں، تو خیمے میں آ کر دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رو رہی ہیں، وجہ پوچھی تو بولیں کہ میں ضرورت نسوانی سے مجبور ہوں، لیکن وو دو فرض (حج و عمرہ) کا ثواب لے کر جاتے ہیں، اور میں صرف ایک کا، فرمایا کوئی حرج نہیں خدا تم کو عمرہ کا ثواب بھی عطا فرمائے گا، چنانچہ آپ نے

---

[1] بخاری کتاب الحج باب وجوب الحج وفضلہ [2] ابو داؤد کتاب المناسک باب فی افراد الحج [3] بخاری کتاب الحج باب وجوب الحج وفضلہ [4] مسلم کتاب الصوم باب قضاء الصیام عن المیت،

حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرؓ کو ساتھ کر دیا، اور مقام تنعیم مین انھون نے جا کر عمرہ کا احرام باندھا، اور آدھی رات کو فارغ ہو کر آئین[۱]

ابواب الجہاد

شوق شہادت عہد نبوت مین شہادت ایک ابدی زندگی خیال کیجاتی تھی، اس لئے ہر شخص آب حیات کا پیاسا رہتا تھا، حضرت ام ورقہ بنت نوفلؓ ایک صحابیہ تھین، جب غزوۂ بدر پیش آیا تو انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کی کہ مجھ کو شریک جہاد ہونے کی اجازت عطا فرمائی جائے، مین مریضون کی تیمار داری کرون گی، شاید مجھے بھی درجہ شہادت حاصل ہوجائے، آپنے فرمایا گھر ہی مین رہو، خدا تمھیں اسی مین شہادت دے گا، یہ معجزانہ پیشگوئی کیونکر غلط ہو سکتی تھی، انھون نے دو غلام مدبر کئے تھے[۲] دونون نے ان کو شہید کر دیا، کہ جلد آزاد ہو جائین[۳]

عمل بالقرآن

صحابیات پر قرآن مجید کا شدت سے اثر پڑتا تھا، ایک بار حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا، کہ قرآن مجید کی یہ آیت :-

مَنْ یَّعْمَلْ سُوْءًا یُّجْزَ بِہٖ، — جو شخص کوئی بھی برائی کریگا اس کو اس کا بدلا دیا جائیگا،

نہایت سخت ہے، ارشاد ہوا کہ عائشہ تم کو خبر نہین کہ مسلمان کے پاؤن مین اگر ایک کانٹا بھی چبھ جاتا ہے، تو وہ اس کے اعمال بد کا معاوضہ ہو جاتا ہے، بولین لیکن خدا تو کہتا ہے،

---

[۱] بخاری ابواب العمرہ کتاب الحج [۲] مدبران غلامون کو کہتے ہین جن سے آقا کہدیتا ہے، کہ وہ اس کی موت کے بعد آزاد ہو جائین گے، اس لئے قدرتی طور پر یہ لوگ آقا کی موت کے متمنی ہوتے ہین [۳] ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب امامۃ النساء،

فسوف یحاسب حساباً یسیرا، خدا ذرا ذرا سی برائی کا بھی حساب لے گا،

فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر عمل خدا کی بارگاہ میں پیش ہوگا، عذاب اسی کو دیا جائے گا، جس کے حساب مین رد و قدح ہوگی"[۱] اس اثر پذیری کا نتیجہ یہ تھا کہ صحابیات نہایت سرعت کے ساتھ قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے کو تیار ہو جاتی تھین، حضرت ابو حذیفہؓ بن عتبہ نے حضرت سالمؓ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا، اس لئے زمانہ جاہلیت کے رسم و رواج کے مطابق ان کو حقیقی بیٹے کے حقوق حاصل ہو گئے تھے، لیکن جب قرآن مجید کی یہ آیت:-

ادعوهم لآبائهم ان کو ان کے حقیقی باپون کا بیٹا کہکر پکارو،

نازل ہوئی تو ان کی بی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین، اور کہا کہ سالم پہلے ہمارے ساتھ گھر مین رہتے تھے، اور ان سے کوئی پردہ نہ تھا، اب آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ دودھ پلا دو، وہ تمھارے رضاعی بیٹے ہو جائین گے"[۲]

زمانہ جاہلیت مین عرب کی عورتین نہایت بے پروائی کے ساتھ ڈوپٹہ اوڑھتی تھین، اس لئے سینہ اور سر وغیرہ کھلا رہتا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی،

ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن عورتون کو چاہئے، کہ اپنے ڈوپٹون کو اپنے سینون پر ڈال لین،

اس کا یہ اثر ہوا کہ عورتون نے اپنے تہبند اور متفرق کپڑون کو پھاڑ کر ڈوپٹے بنائے، اور اپنے آپ کو سیاہ چادرون سے اس طرح ڈھانپ لیا، کہ حضرت عائشہؓ کے قول کے مطابق یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے سر کوؤن کے آشیانے بن گئے ہین،[۳]

---

[۱] ابوداؤد کتاب الجنائز باب الامراض المکفرۃ للذنوب [۲] ابوداؤد کتاب النکاح باب من حرم بہ،

[۳] ابوداؤد کتاب اللباس باب فی قول اللہ تعالی ولیضربن بخمرهن،

منہیاتِ شرعیّہ سے اجتناب

مزامیر سے اجتناب راگ باجا تو بڑی چیز ہے، حضرت عائشہؓ کا یہ حال تھا کہ اونٹ کی گھنٹی کی آواز سننا بھی پسند نہین کرتی تھین، اگر سامنے سے گھنٹی کی آواز آتی تو ساربان سے کہتین کہ ٹھہر جاؤ، تاکہ یہ آواز سننے مین نہ آئے اور اگر سن لیتین تو کہتین کہ تیزی کے ساتھ لے چلو تاکہ مین اس آواز کو نہ سُن سکون[۱]

ایک بار ایک لڑکی ان کے گھر مین گھنگرو پہنے ہوے داخل ہوئی، گھنگرو کی آواز سننے کے ساتھ ہی بولین کہ گھنگرو پہنے ہوے وہ میرے پاس نہ آنے پائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس گھر مین اس قسم کی آوازین آتی ہین، اس مین فرشتے نہین آتے،[۲]

مشتبہات سے اجتناب حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو چیز مشتبہ ہے، اس کو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کرو جو غیر مشتبہ ہے حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی لیکن ان کے درمیان مشتبہ چیزین ہین پس جو شخص مشتبہ گناہون کو چھوڑ دیگا وہ کھلے ہوے گناہون کا سب سے زیادہ چھوڑنے والا ہوگا، اور جو شخص مشتبہ گناہون کا مرتکب ہوگا، بہت ممکن ہے کہ کھلے ہوے گناہون کا مرتکب ہو جائے، گناہ خدا کی چراگاہ ہے، اور جو شخص چراگاہ کے آس پاس چرائیگا، ممکن ہے کہ اس کے مویشی اس مین پڑ جائین"، صحابیات اس حدیث پر نہایت شدت سے عامل تھین، ایک صحابیہ نے اپنی لونڈی کو اپنی مان پر صدقہ کر دیا تھا، وہ مر گئین تو اس لونڈی کی حالت مشتبہ ہو گئی، صدقہ کر چکی تھین اور صدقہ کا مال واپس لینا جائز نہین، مان اس کی مالک ہو گئی تھی، اور اس کے مرنے کے بعد یہ اس کی وارث ہو گئی تھین، اس لئے وہ ان کو وراثت مین مل سکتی تھی، اس اشتباہ کے رفع کرنے کیلیے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۱۵۲ [۲] ایضاً صفحہ ۲۴۲،

کی خدمت مین حاضر ہوئین، اور واقعہ بیان کیا، آپنے فرمایا تمھین صدقہ کا ثواب مل چکا، اور اب وہ تمھاری وراثت مین آگئی۔[1]

حضرت اسمارؓ کی مان قتیلہ کافرہ تھین، اور حضرت ابو بکرؓ نے زمانہ جاہلیت ہی مین ان کو طلاق دیدی تھی، ایک بار وہ حضرت اسماءؓ کے پاس متعدد چیزین ہدیہ لے کر آئین، چونکہ یہ کافر کا ہدیہ تھا اس لئے حضرت اسمارؓ نے ان کو قبول کرنے سے انکار کیا، اور حضرت عائشہؓ کے ذریعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کروایا، آپنے اس کے قبول کرنے کی اجازت دی۔[2]

مذہبی زندگی کے مظاہر مختلفہ

تسبیح وتہلیل تسبیح وتہلیل پاک مذہبی زندگی کی مخصوص علامت ہین، اور صحابیات مین یہ علامت پائی جاتی تھی، ایک صحابیہ سامنے کنکری یا گھٹلی رکھ کر تسبیح پڑھ رہی تھین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ اس کی کیا ضرورت ہی؟ مین اس سے آسان تر تدبیر بتا دیتا ہون، اس کے بعد ایک دعا بتا دی۔[3]

مقاماتِ مقدسہ کی زیارت حصول برکت کا شوق صحابیات کو مقاماتِ مقدسہ کی طرف کھینچ لے جاتا تھا، ایک بار ایک صحابیہ بیمار ہوئین، اور یہ نذر مانی کہ اگر خدا شفا دے گا تو بیت المقدس مین جاکر نماز پڑھون گی، صحت یاب ہوئین، تو سامان سفر کیا، اور رخصت ہونے کے لئے حضرت میمونہؓ کی خدمت مین حاضر ہوئین، انھون نے کہا کہ مسجد نبوی ہی مین نماز پڑھ لو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری مسجد مین ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نمازون سے بہتر ہے۔[4]

ایک صحابیہ نے مسجد قبا تک پاپیادہ جانے کی نذر مانی تھی، ابھی نذر پوری کرنے بھی نہین پائی تھین

---

[1] ابوداؤد کتاب الوصایا باب ماجاء فی الرجل یہب الہبۃ ثم یوحی لہ [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت اسمارؓ [3] ابوداؤد ابواب تفریع شہر رمضان باب التسبیح باب الحصی [4] مسلم باب فضل الصلوٰۃ فی مسجد المدینہ ومکہ،

کا انتقال ہو گیا، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فتویٰ دیا کہ ان کی صاحبزادی نذر پوری کریں،[۱]

فرائض مذہبی ادا کرنے میں جسمانی تکلیفیں اٹھانا

شوقِ عبادت ہر قسم کی جسمانی تکلیفوں کو آسان کر دیتا ہے، اور صحابیات میں یہ شوق موجود تھا، اس لئے وہ ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کرتی تھیں، اور فرائض اسلام کو بخوشی ادا کرتی تھیں، حضرت حمنہ بنت جحشؓ ایک صحابیہ تھیں، ان کا معمول تھا کہ برابر مصروف نماز رہتی تھیں جب تھک جاتی تھیں، تو ستونِ مسجد میں ایک رسی باندھ رکھی تھی، اس سے لٹک جاتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس رسی کو دیکھا تو فرمایا، ان کو صرف اسی قدر نماز پڑھنی چاہئے جو ان کی طاقت میں ہو، اگر تھک جائیں تو بیٹھ جانا چاہئے، چنانچہ وہ رسی کھلوا کر پھنکوا دی،[۲]

پابندی قسم

ہم لوگ بات بات پر قسم کھایا کرتے ہیں، اور ہم کو یہ محسوس نہیں ہوتا، کہ یہ کس قدر ذمہ داری کا کام ہے لیکن صحابیات بہت کم قسم کھاتی تھیں، اور جس بات پر قسم کھا لیتی تھیں، اس کو پورا کرتی تھیں، ایک بار حضرت عائشہؓ عبداللہ بن زبیرؓ سے ناراض ہو گئیں، اور قسم کھالی کہ اب ان سے بات چیت نہ کریں گی، لیکن جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے معافی مانگی، اور دوسرے صحابہ نے بھی ان کی سفارش کی تو رو کر کہنے لگیں،

انی نذرت والنذر شدید، — میں نے نذر مان لی ہے اور نذر کا معاملہ نہایت سخت ہے

بالآخر اصرار و سفارش سے ان کا قصور معاف کر دیا، تو کفارۂ قسم میں ۴۰ غلام آزاد کئے،[۳]

---

[۱] موطائے امام محمد باب الرجل یحلف بالمشی الی بیت اللہ، [۲] ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب النعاس فی الصلوٰۃ،
[۳] بخاری کتاب الادب باب الہجرۃ،

تبجیل الرسول

برکت اندوزی | صحابیات ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک سے برکت اندوز ہوتی رہتی تھین،

اس لئے جو بچہ پیدا ہوتا، صحابیات سب سے پہلے اس کو آپ کی خدمت مین حاضر کرتین، آپ بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے، اپنے منہ مین کھجور ڈال کر اُس کے منہ مین ڈالتے، اور اس کے لئے برکت کی دعا فرماتے[١]

محافظتِ یادگار رسول | صحابیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگارون کو جان سے زیادہ عزیز رکھتی تھین، حضرت عائشہ رضؓ کے پاس آپ کا ایک جبہ محفوظ تھا، جب ان کا انتقال ہوا، تو حضرت اسماءؓ نے اس کو لے لیا، اور محفوظ رکھا، چنانچہ جب کوئی شخص ان کے خاندان مین بیمار ہوتا تھا، تو شفا حاصل کرنے کے لئے اس کو دھو کر اس کا پانی پلاتی تھین،[٢]

جن کپڑون مین آپ کا وصال ہوا تھا، حضرت عائشہ رضؓ نے ان کو محفوظ رکھا تھا، چنانچہ ایک دن انھون نے ایک صحابی کو ایک مینی تہبند اور ایک کمل دکھا کر کہا کہ خدا کی قسم آپ نے انھی کپڑون میں داعیِ اجل کو لبیک کہا تھا،[٣]

ایک بار ایک صحابیہ نے آپ کی دعوت کی آپنے کھانے کے بعد جس مشکیزہ سے پانی پیا، اس کو انھون نے محفوظ رکھا، جب کوئی شخص بیمار ہوتا، یا برکت حاصل کرنے کا موقع آتا، تو وہ اس سے پانی پیتی، اور پلاتی تھین،[٤]

---

[١] مسلم کتاب الفضائل باب فی قرب النبی من الناس وتبرکہم [٢] مسند ابن حنبل جلد ٦ ص ٣٤٨ [٣] ابو داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الصوف والشعر [٤] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام نیار رضؓ

جب آپ حضرت انس رض کے گھر تشریف لاتے تھے، تو ان کی والدہ آپ کے پسینے کو نچوڑ کر ایک شیشی مین بھر لیتی تھین، اور اس کو محفوظ رکھتی تھین،[1]

غزوۂ خیبر مین آپ نے ایک صحابیہ کو خود دستِ مبارک سے ایک ہار پہنایا تھا، وہ اس کی اس قدر قدر کرتی تھین کہ عمر بھر اس کو گلے سے جدا نہین کیا، اور جب انتقال کرنے لگین تو وصیت کی، کہ ان کے ساتھ وہ بھی دفن کر دیا جائے،[2]

ایک دن آپ حضرت اُم سلیم رض کے مکان پر تشریف لائے، گھر مین ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا، آپ نے اس کا دہانہ اپنے منہ سے لگایا، اور پانی پیا، حضرت اُم سلیم رض نے مشکیزے کے دہانے کو کاٹ کر اپنے پاس بطور یادگار کے رکھ لیا،[3]

آپ حضرت شفا بنت عبد اللہ رض کے یہان کبھی کبھی قیلولہ فرماتے تھے، اس غرض سے انھون نے آپ کے لئے ایک بستر اور ایک خاص تہ بند بنوا لیا تھا، جس کو پہن کر آپ استراحت فرماتے تھے، یہ یادگارین ایک مدت تک اُن کے خاندان مین محفوظ رہین، اخیر مین مروان نے اُن سے لے لیا،[4]

ادب رسول صحابیات آپ کی خدمت مین حاضر ہوتین، تو دربار نبوت کے ادب و عظمت کے لحاظ سے تمام کپڑے زیب تن کر لیتین، ایک صحابیہ فرماتی ہین،

جمعت علی ثیابی فاتیت رسول اللہ[5] صلی اللہ علیہ وسلم،

مین نے تمام کپڑے پہن لئے اور آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی،

اگر نادانستگی کی حالت مین بھی کوئی کلمہ آپ کی شان کے خلاف منہ سے نکل جاتا، تو اس کی معافی چاہتین، ایک صحابیہ کا بچہ مر گیا تھا، اور وہ اس پر رو رہی تھین، آپ کا گذر ہوا تو فرمایا، خدا سے ڈرو،

---

[1] بخاری کتاب الاستیذان باب من زار قوماً فقال عندہم [2] مسند ابن حنبل جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ [3] ابوداؤد کتاب اللباس باب فی لبس الصوف والشعر، [4] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام سلیم رض [5] ابوداؤد کتاب الطلاق باب فی عدۃ الحامل اسد الغابہ تذکرہ حضرت شفا بنت عبد اللہ رض،

اور صبر کرو، تو بولیں تمھیں میری مصیبت کی کیا پروا ہے؟ آپ چلے گئے تو لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، دوڑی ہوئی آئیں، اور عرض کی کہ میں نے حضور کو نہیں پہچانا۔[1]

حمایتِ رسول صحابیات اپنے دلوں میں نہایت شدت کے ساتھ آپ کی حمایت کی آرزو رکھتی تھیں حضرت طلیب بن عمیرؓ اسلام لائے، اور اپنی ماں اروی بنت عبد المطلب کو اس کو خبر دی تو بولیں "کہ تم نے جس شخص کی حمایت کی، وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق تھا، اگر مردوں کی طرح ہم بھی استطاعت رکھتے، تو آپ کی حفاظت کرتے، اور آپ کی طرف سے لڑتے"![2]

خدمتِ رسول صحابیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو اپنا سب سے بڑا شرف خیال کرتی تھیں حضرت سلمیٰؓ ایک صحابیہ تھیں، انھوں نے اس استقلال کے ساتھ آپ کی خدمت کی کہ ان کو خادمۂ رسول اللہ کا لقب حاصل ہوا۔[3]

سفینہ حضرت سلمہؓ کی والدہ کی لونڈی تھی، انھوں نے اس کو اس شرط پر آزاد کرنا چاہا، کہ وہ اپنی عمر آپ کی خدمت گذاری میں صرف کرے، اس نے کہا اگر آپ یہ شرط نہ بھی کریں تب بھی میں تا نفس واپسیں آپ کی خدمت سے علحدہ نہ ہوتی![4]

ہیبتِ رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پر عظمت روحانیت سے صحابیات اس قدر مرعوب ہو جاتی تھیں، کہ جسم میں رعشہ پڑ جاتا تھا، ایک بار حضرت حدیبہؓ نے آپ کو مسجد میں اکڑوں بیٹھے ہوئے دیکھا، ان پر آپ کے اس خشوع وخضوع کی حالت کا یہ اثر پڑا کہ کانپ اٹھیں۔[5]

نعتِ رسول صحابیات کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں تک آپ کی مدح میں رطب اللسان رہتی تھیں، آپ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو لڑکیاں دف بجا بجا کر یہ شعر گاتی پھرتی تھیں،

---

[1] ابوداؤد کتاب الجنائز باب الصبر عند الصدمہ [2] استیعاب تذکرۂ حضرت طلیب بن عمیرؓ [3] ابوداؤد کتاب الطب باب الحجامۃ [4] ایضاً کتاب العتق، باب فی العتق علی الشرط [5] شمائل ترمذی باب ما جاء فی حلیۃ رسول اللہ صلعم،

نحن جوار من بنی النجار یاحبذ احمد امن جار

ہم خاندان نبو نجار کی لڑکیاں ہین محمد کتنے اچھے پڑوسی ہین

پردہ نشین عورتین یہ اشعار پڑھتی تھین،

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

ثنیۃ الوداع کی گھاٹیون سے ہم پر چودہوین رات کا چاند طلوع ہوا ہے

وجب الشکر علینا ما دعی للہ داعی

جب تک دعا کرنے والے دعا کرین ہم پر خدا کا شکر واجب ہے

حضرت عائشہؓ رخصت ہو کر آئین، تو چھوکریان دف بجا بجا کر واقعات بدر کے متعلق اشعار گاتی

تھین، ان مین سے ایک نے یہ مصرع گایا،

وفینا نبی یعلم ما فی غد ہم مین ایک پیغمبر ہے جو کل کی بات جانتا ہے،

تو آپ نے روک دیا، اور کہا کہ وہی گاؤ جو پہلے گا رہی تھیں[1]،

پابندی احکام رسول

صحابیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی نہایت شدت کے ساتھ پابندی کرتی تھین، آپ نے شوہر کے علاوہ اور اعزہ کے ماتم کے لئے صرف تین دن مقرر فرمائے تھے، صحابیات نے اس کی اس شدت کے ساتھ پابندی کی، کہ جب حضرت زینب بنت حجشؓ کے بھائی کا انتقال ہوا تو چوتھے دن کچھ عورتین اون سے ملنے آئین، انھون نے اُن سب کے سامنے خوشبو لگائی، اور کہا کہ مجھے خوشبو کی ضرورت نہ تھی، لیکن مین نے آپ سے سُنا ہے، کہ کسی مسلمان عورت کو شوہر کے سوا تین دن سے زیادہ کسی کا ماتم کرنا جائز نہین،، اس لئے یہ اسی حکم کی تعمیل تھی،

جب حضرت ام حبیبہؓ کے والد نے انتقال کیا، تو انھون نے تین روز کے بعد تیل لگایا خوشبو ملی

[1] بخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف فی النکاح،

اور کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی، صرف آپ کے حکم کی تعلیم مقصود تھی،[۱]

ایک بار حضرت عائشہ رض کے پاس ایک سائل آیا، انھون نے روٹی کا ایک ٹکڑا دیدیا، پھر اس کے بعد ایک خوش لباس شخص آیا، تو انھون نے اس کو بٹھا کر خوب کھانا کھلایا، لوگون نے اس تفریق واتنیاز پر اعتراض کیا، تو بولین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

انزلوا الناس علی قدر منازلھم لوگون کو ان کے درجہ پر رکھو،

ایک بار آپ مسجد سے نکل رہے تھے، دیکھا کہ راستے مین مرد عورت مل جل کر چل رہے ہین، عورتون کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا، "پیچھے رہو تم وسط راہ سے نہین گذر سکتین" اس کے بعد عورتون کا یہ حال ہو گیا کہ گلی کے کنارے سے اس طرح لگ کے چلتی تھین، کہ اُن کے کپڑے دیوارون سے الجھ جاتے تھے،[۲]

رضامندی رسول

صحابیات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی کی ہمیشہ فکر رہتی تھی، اس لئے اگر آپ کبھی ناراض ہو جاتے تھے، تو ہر ممکن تدبیر سے آپ کے رضامند کرنے کی کوشش کرتی تھین، آپ جب حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے، تو تمام بی بیان ساتھ تھین، سو، اتفاق سے راستہ مین حضرت صفیہ رض کا اونٹ تھک کر بیٹھ گیا، وہ رونے لگین، آپ کو خبر ہوئی تو خود تشریف لائے، اور دستِ مبارک سے اُن کے آنسو پونچھے آپ جس قدر اُن کو رونے سے منع فرماتے تھے، اسی قدر وہ اور زیادہ روتی تھین، جب کسی طرح چپ نہ ہوئین تو آپ نے اُن کو سرزنش فرمائی، اور تمام لوگون کو منزل کرنے کا حکم دیا، اور خود بھی اپنا خیمہ نصب کروایا، اب حضرت صفیہ رض کو خیال ہوا کہ آپ اُن سے ناراض ہو گئے، اس لئے آپ کی رضامندی کی تدبیرین اختیار کین، اس غرض سے حضرت عائشہ رض کے پاس گئین اور کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ مین اپنی باری کا دن کسی چیز کے معاوضہ مین نہین دیسکتی، لیکن اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے راضی کر دین تو مین اپنی باری کا دن آپ کو دیتی ہون، حضرت عائشہ رض نے آمادگی ظاہر کی، اور ایک دوپٹہ اوڑھا جو زعفرانی

---

[۱] ابو داؤد کتاب الطلاق باب احداد المتوفی عنہا زوجہا [۲] ابو داؤد کتاب الادب باب فی مشی النساء فی الطریق،

رنگ میں رنگا ہوا تھا، پھر اس پر پانی کے چھینٹے دیئے کہ خوشبو خوب پھیلے اس کے بعد آپ کی خدمت میں گئیں

اور خیمہ کا پردہ اٹھایا، تو آپ نے فرمایا، عائشہؓ یہ تمہاری باری کا دن نہیں ہے بولیں،

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء[1] یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے،

تفویض الی الرسول عورت کے لئے نکاح کا معاملہ سب سے زیادہ اہم ہے لیکن صحابیات نے اپنے آپ کو بالکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دیدیا تھا، اس لئے آپ جس سے چاہتے تھے، ان کا نکاح کر دیتے تھے، اور وہ بخوشی اس کو قبول کر لیتی تھیں، حضرت فاطمہ بنت قیسؓ ایک صحابیہ تھیں جن سے ایک طرف تو حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ جو نہایت دولتمند صحابی تھے نکاح کرنا چاہتے تھے، دوسری طرف آپ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کے متعلق ان سے گفتگو کی تھی، لیکن حضرت فاطمہ بنت قیسؓ نے آپ کو اپنی قسمت کا مالک بنا دیا، اور کہا کہ میرا معاملہ آپکے ہاتھ میں ہے، جس سے چاہئے نکاح کر دیجئے[2]،

جلیبیبؓ ایک ظریف الطبع صحابی تھے، جو راستوں میں بھی ظرافت اور مذاق کی باتیں کرتے تھے، اس لئے صحابہ ان کو عموماً ناپسند کرتے تھے، ایک بار آپ نے ان کے لئے ایک انصاری لڑکی سے پیغام نکاح دیا، انھوں نے کہا کہ اس کی ماں سے مشورہ کر لوں، ماں نے جلیبیب کا نام سنا تو انکار کیا، لیکن لڑکی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نامنظور نہیں کیجا سکتی، مجھے آپ کے حوالہ کر دو خدا مجھے ضائع نہ کریگا[3]،

ضیافت رسول اگر خوش قسمتی سے صحابیات کو کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کا موقع ملتا تو نہایت عزت، محبت اور ادب کے ساتھ اس فرض کو بجا لاتیں، ایک بار آپ حضرت ام حرامؓ کے مکان پر تشریف لے گئے، تو انھوں نے دعوت کی آپ نے قبول فرمائی، اور وہیں قیلولہ فرمایا[4]،

ایک بار ایک صحابی نے آپ کی دعوت کی، دعوت کھا کر آپ روانہ ہوئے تو ان کی بی بی نے

---

[1] مسند ابن حنبل جلد ۶ ص ۳۳۸ [2] نسائی کتاب النکاح، الخطبہ فی النکاح [3] مسند جلد ۴ ص ۴۲۲ [4] ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی رکوب البحر فی الغزو،

پردے سے سر نکال کر کہا کہ یا رسول اللہ مجھ پر اور میرے شوہر پر درود بھیجئے جائیے" آپ نے فرمایا "خدا تم پر اور تمھارے شوہر پر رحمت نازل فرمائے"[۱]

بعض صحابیات خود کوئی نئی چیز پکا کر آپ کی خدمت میں پیش کرتی تھیں، ایک بار حضرت ام ایمنؓ نے آٹا چھانا، اور اس کی روٹیاں تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیں، آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ بولیں ہمارے ملک میں اسی کا رواج ہے، میں نے چاہا کہ آپ کے لئے بھی اسی قسم کی روٹیاں تیار کروں لیکن آپ نے کمال زہد و تقشف سے فرمایا "آٹے میں چوکر ملا کر پھر گوندھو"[۲]

محبتِ رسول صحابیات کے دل آپ کی محبت سے لبریز تھے، اور وہ اس کا اظہار مختلف طریقوں سے کرتی تھیں، حضرت ام عطیہؓ ایک صحابیہ تھیں، وہ جب آپ کا ذکر کرتیں تو فرطِ محبت سے کہتیں بابا یعنی میں آپ پر قربان[۳] آپ جب کسی غزوہ میں تشریف لیجاتے تو صحابیات فرطِ محبت سے آپ کی واپسی اور سلامتی کے لئے نذریں مانتی تھیں، ایک بار آپ کسی غزوہ سے واپس آئے، تو ایک صحابیہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا آپ کو صحیح و سالم واپس لائے گا، تو آپ کے سامنے دف بجا بجا کر گیت گاؤں گی"[۴]

شوقِ صحبتِ رسول صحابیات کے دل میں آپ کی صحبت سے مستفیض ہونے کا نہایت شوق رہتا تھا، حضرت قیلہؓ بیوہ ہو گئیں، تو بچوں کو ان کے چچا نے لے لیا، اب وہ تمام دنیوی جھگڑوں سے آزاد تھیں، اس لئے ایک صحابی کے ساتھ خدمتِ مبارک میں حاضر ہوئیں، اور آپ کی تعلیمات و تلقینات سے عمر بھر فائدہ اٹھایا[۵]

---

[۱] مسند ابن حنبل جلد ۳ ص ۳۹۸ [۲] سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ [۳] نسائی کتاب الحیض باب شہود الحیض العیدین و دعوت المسلمین [۴] ترمذی کتاب المناقب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب [۵] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت قیلہؓ

فضائلِ اخلاق

استغناء فیضِ تربیتِ نبویؐ نے صحابیات کے ایک ایک فرد کو غیرت، خودداری اور عزتِ نفس کا مجسمہ بنا دیا تھا، اس لئے وہ کسی کے سامنے دستِ سوال نہین پھیلاتی تھین، مان باپ سے مانگتے ہوئے کسی کو شرم نہین آتی لیکن صحابیات کی غیرت اس کو بھی گوارا نہین کرتی تھی، کہ مان باپ سے بھری محفل مین سوال کیا جائے، حضرت فاطمہؓ گھر کے کام کاج سے تنگ آگئی تھین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لونڈی غلام آئے، حاضر خدمت ہوئین کہ آپ سے ایک غلام مانگین، دیکھا کہ آپ سے کچھ لوگ باتین کر رہے ہین، شرم کے مارے واپس آئین[1]

ایثار فیاضی ایک اخلاقی وصف ہے لیکن ایثار فیاضی کی اعلیٰ ترین قسم ہے، اور وہ صحابیات مین بدرجۂ اتم پائی جاتی تھی، حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کے پہلو مین اپنی قبر کی جگہ مخصوص کر رکھی تھی لیکن جب حضرت عمرؓ نے ان سے درخواست کی تو انھون نے یہ تختۂ جنت ان کو دیدیا، اور فرمایا،

کنت اریدہ لنفسی ولاوثرن — مین نے خود اپنے لئے اس کو محفوظ رکھا تھا لیکن

بہ الیوم علی نفسی[2] — آج اپنے اوپر آپ کو ترجیح دیتی ہون،

ایک دن وہ روزہ سے تھین، گھر مین ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا، ایک مسکین عورت آئی، انھون نے لونڈی سے کہا کہ روٹی اس کو دیدو، اس نے کہا افطار کس چیز سے کیجیے گا، بولین، دے تو دو" شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھجوایا، لونڈی کو بلا کر کہا، یہ تیری روٹی سے بہتر ہے"[3]

[1] ابوداؤد کتاب الادب باب فی التسبیح [2] بخاری کتاب المناقب باب قصۃ البیعۃ [3] موطاء امام مالک کتاب الجامع باب الترغیب فی الصدقہ

فیاضی | صحابہ کی طرح اسلام کو صحابیات کی فیاضی سے بھی بہت کچھ ثبات واستحکام حاصل ہوا، حضرت اُمّ سلیمؓ نے اپنا نخلستان خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف کر دیا تھا،[1]

حضرت عائشہؓ اس قدر فیاض تھیں، کہ جو کچھ ہاتھ آجاتا تھا، اس کو صدقہ کر دیتی تھیں، حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ نے ان کو اس فیاضی سے روکنا چاہا، تو اس قدر برہم ہوئیں، کہ اُن سے بات چیت کرنے کی قسم کھائی[2]

حضرت اسماءؓ اُن سے بھی زیادہ فیاض تھیں، حضرت عائشہؓ کا معمول یہ تھا کہ جمع کرتی جاتی تھیں، جب معتدبہ سرمایہ جمع ہو جاتا تھا، تو اس کو تقسیم کر دیتی تھیں لیکن حضرت اسماءؓ کل کے لئے کچھ نہیں رکھتی تھیں، روز کا روز خرچ کر دیا کرتی تھیں،[3]

ایک بار حضرت منکدر بن عبداللہؓ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، بولیں کہ تمھارے کوئی لڑکا ہے، اُنھوں نے کہا "نہیں" فرمایا، اگر میرے پاس دس ہزار درہم ہوتے تو میں تم کو دیدیتی، حسن اتفاق سے شام ہی کو حضرت امیر معاویہؓ نے ان کے پاس روپئے بھیجے، بولیں، کس قدر جلد میری آزمایش ہوئی فوراً آدمی بھیجکر اُن کو بلوایا، اور دس ہزار درہم دیدیئے، انھوں نے اس رقم سے ایک لونڈی خریدلی، اور اُس سے اُن کے متعدد بچے پیدا ہوئے،[4]

ازواجِ مطہرات میں حضرت زینب بنت حجشؓ نہایت فیاض تھیں، وہ اپنے ہاتھ سے چمڑے کی دباغت کرتی تھیں، اور جو کچھ آمدنی اس سے ہوتی تھی، مساکین کو دیدیتی تھیں، ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں جس کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا ہوگا، وہ مجھ سے سب سے پہلے ملے گا، اس بناء پر ازواجِ مطہرات اپنے ہاتھوں کو ناپتی تھیں، حضرت زینبؓ کے ہاتھ سب سے چھوٹے تھے لیکن جب سب سے پہلے ان کا انتقال ہوا تو ازواجِ مطہرات کو معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھ سے فیاضی مراد تھی،[5]

---

[1] صحیح بخاری [2] بخاری کتاب المناقب باب مناقب قریش [3] ادب المفرد باب السخاوۃ [4] طبقات ابن سعد تذکرہ منکدر بن عبداللہؓ [5] اصابہ تذکرہ حضرت زینب بنت حجشؓ،

مخالف سے انتقام نہ لینا اگر مخالف کسی مصیبت مین مبتلا ہو جائے، تو انتقام لینے کا اس سے بہتر کوئی موقع نہین مل سکتا، لیکن صحابیات کے دل مین خدا اور رسول کی محبت نے بغض و انتقام کی جگہ کب چھوڑی تھی؟ حضرت عائشہؓ اور حضرت زینبؓ مین باہم نوک جھوک رہتی تھی، لیکن جب حضرت عائشہؓ پر اتہام لگایا گیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے ان کی اخلاقی حالت دریافت فرمائی، تو بجائے اس کے کہ وہ انتقام لیتین، بولین کہ مین اپنے کان اور اپنی آنکھ کی پوری حفاظت کرتی ہون، مجھے ان کی نسبت بھلائی کے سوا کچھ معلوم نہین ہے، حضرت عائشہؓ کو خود اعتراف ہے کہ

وھی اللتی تسامینی فعصمھا اللہ بالورع،[۱]

وہ اگرچہ میری حریف تھین، لیکن خدا نے تورع کی وجہ سے ان کو بچا لیا،

انتقام تو بڑی چیز ہے اصحابیات اپنے مخالفون سے بغض رکھنا بھی پسند نہین کرتی تھین، حضرت معاویہ بن خدیجؓ نے حضرت عائشہؓ کے بھائی محمد بن ابی بکر کو قتل کر دیا تھا، ایک بار وہ کسی فوج کے سپہ سالار تھے، حضرت عائشہؓ نے ایک شخص سے پوچھا کہ اس غزوہ مین معاویہ کا سلوک کیسا رہا؟ اس نے کہا ان مین کوئی عیب نہ تھا سب لوگ ان کے مداح رہے، اگر کوئی اونٹ ضائع ہو جاتا تھا تو وہ اس کی جگہ دوسرا اونٹ دیدیتے تھے، اگر کوئی گھوڑا مر جاتا تھا، تو وہ اس کی جگہ دوسرا گھوڑا دیدیتے تھے، اگر کوئی غلام بھاگ جاتا تھا، تو وہ اس کی جگہ دوسرا غلام دیتے تھے، حضرت عائشہؓ نے یہ سن کر کہا استغفر اللہ اگر مین اُن سے اس بنا پر بغض رکھون کہ انھون نے میرے بھائی کو قتل کیا، مین نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سُنا کہ خدا! جو شخص میری اُمت کے ساتھ ملاطفت کرے، تو بھی اس کے ساتھ ملاطفت کر، اور جو شخص اس پر سختی کرے تو بھی اس پر سختی کر![۲]

مہمان نوازی حضرت ام شریکؓ نہایت دولت مند اور فیاض صحابیہ تھین، انھون نے اپنے مکان کو گویا

---

[۱] بخاری کتاب الشہادات باب تعدیل النساء بعضھن بعضا۔ [۲] اسد الغابہ تذکرہ حضرت معاویہ بن خدیجؓ

مہمان خانہ بنا دیا تھا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین باہر سے جو مہمان آتے تھے، وہ اکثر انہی کے مکان پر ٹھہرتے تھے[1]

عزتِ نفس

صحابیات عزتِ نفس کا مجسمہ تھین، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جس دن شہید ہوئے، اس روز اپنی والدہ حضرت اسماءؓ کے پاس تشریف لے گئے، انھون نے ان کو دیکھا تو بولین "بیٹا قتل کے خوف سے ہرگز کوئی ایسی شرط نہ قبول کر لینا جس پر تم کو ذلت برداشت کرنی پڑے، خدا کی قسم عزت کے ساتھ تلوار کھا کر مرجانا اس سے بہتر ہے، کہ ذلت کے ساتھ کوڑے کی مار برداشت کیجائے"

صبر وثبات

مُردون پر نوحہ کرنا، بال نوچنا، کپڑے پھاڑ ڈالنا، مدتون مرثیہ خوانی کرنا عرب کا قومی شعار تھا، لیکن فیضِ تربیتِ نبوی نے صحابیات کو صبر کا اس قدر خوگر بنا دیا تھا، کہ حضرت ابو طلحہؓ انصاری کا لڑکا بیمار ہوا، وہ صبح کے وقت اس کو بیمار چھوڑ کر کام کاج کے لئے باہر چلے گئے، ان کی عدم موجودگی مین یہان لڑکا جان بحق تسلیم ہو گیا، لیکن ان کی بی بی نے لوگون سے کہدیا کہ ابو طلحہ سے نہ کہنا، وہ شام کو پلٹے تو بی بی سے پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ بولین "پہلے سے زیادہ سکون کی حالت مین ہے" یہ کہکر کھانا لائین اور انھون نے کھانا کھایا، صبح ہوئی تو کہا کہ اگر ایک قوم کسی کو کوئی چیز عاریۃً دے، اور پھر اس کا مطالبہ کرے تو کیا اس کو اس کے روک رکھنے کا حق حاصل ہے؟ بولے "نہین" بولین "تو پھر اپنے بیٹے کو بھی صبر کرو"[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احد سے واپس آئے، تو تمام صحابیات اپنے اپنے اعزہ واقارب کا حال پوچھنے آئین، انہی مین حضرت حمنہ بنت حجشؓ بھی تھین، وہ آئین تو آپ نے فرمایا، کہ حمنہ! اپنے بھائی عبداللہ ابن حجش کو صبر کرو، انھون نے انا للہ پڑھا، اور ان کے لئے دعاے مغفرت کی، آپنے پھر فرمایا، کہ اپنے ماموں حمزہ ابن عبدالمطلب کو بھی صبر کرو، انھون نے اس پر بھی انا للہ پڑھا، اور دعاے مغفرت کرکے خاموش ہو رہین[3]

---

[1] نسائی کتاب النکاح باب الخطبہ فی النکاح [2] مسلم کتاب الادب باب استحباب تحنیک المولود عند ولادتہ الخ

[3] طبقات ابن سعد تذکرۂ حضرت حمنہ بنت حجشؓ،

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جب حجاج سے معرکہ آرا ہوئے، تو اُن کی والدہ حضرت اسمارؓ بیمار تھین وہ اُن کے پاس آئے، اور مزاج پرسی کے بعد بولے کہ مرنے مین آرام ہے" بولین شاید تم کو میرے مرنے کی آرزو ہی لیکن جب تک دو باتون مین سے ایک نہ ہو جائے، مین مرنا پسند نہ کرون گی، یا تو تم شہید ہو جاؤ، اور مین تم کو صبر کر لون، یا فتح وظفر حاصل کرو، کہ میری آنکھین ٹھنڈی ہون" چنانچہ جب وہ شہید ہو چکے تو حجاج نے ان کو سولی پر لٹکا دیا، حضرت اسمارؓ باوجود پیرانہ سالی کے یہ عبرتناک منظر دیکھنے کے لئے آئین، اور بجائے اس کے کہ روتی پیٹتین، حجاج کی طرف مخاطب ہو کر کہا کیا اس سوار کے لئے ابھی تک وہ وقت نہین آیا، کہ اپنے گھوڑے سے نیچے اترے [۱]

شجاعت | غزوات مین صحابۂ کرام نے جس طرح داد شجاعت دی، صحابیات کے بہادرانہ کارنامے اس سے بھی حیرت انگیز ہین، غزوۂ حنین مین کفار نے اس زور شور سے حملہ کیا تھا، کہ میدان جنگ لرز اٹھا تھا، لیکن حضرت ام سلیمؓ کی شجاعت کا یہ حال تھا کہ ہاتھ مین خنجر لئے ہوئے منتظر تھین، کہ کوئی کافر سامنے آئے تو اس کا کام تمام کر دین، چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ نے اُن کے ہاتھ مین خنجر دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ بولین کہ چاہتی ہون کہ کوئی کافر قریب آئے تو پیٹ مین بھونک دون [۲]

غزوۂ خندق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عورتون کو ایک قلعہ مین کر دیا تھا، ایک یہودی آیا، اور قلعہ کے گرد چکر لگانے لگا، حضرت صفیہؓ نے دیکھا تو حضرت حسان بن ثابتؓ سے کہا کہ "یہ جاسوس معلوم ہوتا ہے، اس کو قتل کر دو" بولے تمھین تو معلوم ہے کہ مین اس میدان کا مرد نہین، اب حضرت صفیہؓ خود اترین اور خیمہ کی ایک میخ اکھاڑ کر اس زور سے مارا، کہ وہ وہین ٹھنڈا ہو گیا [۳]

زہد وتقشف | صحابیات نہایت زاہدانہ اور متقشفانہ زندگی بسر کرتی تھین، ایک بار ایک شخص حضرت عائشہؓ

---

[۱] استیعاب تذکرہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ [۲] ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی السلب یعطی القاتل،
[۳] اسد الغابہ تذکرہ حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب،

کی خدمت مین حاضر ہوا، بولین ذرا ٹھہر جاؤ مین اپنی نقاب سی لون"، اس نے کہا "اگر مین لوگون کو اس کی خبر کر دون تو لوگ آپ کو بخیل سمجھین گے، بولین جو لوگ پرانا دھرانا کپڑا نہین پہنتے، ان کو آخرت مین نیا کپڑا نصیب نہ ہوگا"[1]

زندہ دلی صحابیات کے جذبات کو اسلام نے تر و تازہ اور شگفتہ کر دیا تھا، اس لئے اُن مین عموماً زندہ دلی پائی جاتی تھی، عید کے دن معمولاً لڑکے اور لڑکیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہو کر باجے بجاتے تھے، اور مسرت کے ترانے گاتے تھے[2]

رازداری صحابیات کا سینہ راز کا مدفن تھا، جس سے وہ قیامت تک باہر نہین نکل سکتا تھا، ایک دن آپ کی خدمت مین تمام ازواج مطہرات جمع تھین، حضرت فاطمہؓ بھی اسی حالت مین آگئین آپ نے اُن کو مرحبا کہا، اور اپنے دائین جانب بٹھا لیا، اور آہستہ سے اُن کے کان مین ایک بات کہی، وہ چیخ مار کر رو پڑین، پھر آپ نے آہستہ سے ایک بات کہی، جس سے وہ ہنس پڑین، آپ چلے گئے، تو تمام بی بیون نے اس کی وجہ پوچھی، بولین مین آپ کی زندگی مین آپ کا راز فاش نہین کر سکتی[3]،

عفت و عصمت اسلام نے پاکیزگی اخلاق کی جو تعلیم دی ہے، اس نے صحابیات کو عصمت و عفت کا مجسمہ بنا دیا، ایک صحابیہ کو جن کی اخلاقی حالت زمانہ جاہلیت مین اچھی نہ تھی ایک شخص نے اپنی طرف مائل کرنا چاہا تو بولین ہٹو اب وہ زمانہ گیا، اور اسلام آیا[4]" اسلام کی تعلیم کا یہ اثر تھا، کہ لونڈیان تک بدکاری سے ابا کرنے لگین، مسیکہ ایک لونڈی تھی، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آکر شکایت کی کہ میرا آقا مجھ کو بدکاری پر مجبور کرتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی،

---

[1] ادب المفرد باب الرفق فی المعیشۃ [2] بخاری کتاب العیدین باب سنۃ العیدین لاہل الاسلام [3] مسلم کتاب الفضائل مناقب فاطمہؓ [4] مسند ابن حنبل جلد ۴ ص ۱۸۷

ولا تکرھوا فتیٰتکم علی البغاء ‎ ‎ ‎ اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو،

اس جرم کا ارتکاب تو صحابیات سے بہت بعید تھا، وہ اس کو بھی گوارا نہیں کرتی تھیں کہ کسی نامحرم کی نگاہ بھی ان پر پڑ جائے، ایک بار حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے نکاح کرنا چاہا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ طلب کیا آپ نے فرمایا، کہ پہلے عورت کو جا کر دیکھ لو وہ اس غرض سے اس کے گھر گئے، عورت نے پردہ سے کہا "اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے، تو خیر ورنہ تمہیں خدا کی قسم" [۲]

اس معصیت کا ارتکاب تو بڑی چیز ہے، اگر خدانخواستہ صحابیات پر کبھی اس قسم کا اتہام بھی لگ جاتا تھا تو ان کے خرمن عقل و ہوش پر بجلی گر پڑتی تھی، حضرت عائشہؓ کے کانوں میں جب واقعۂ افک کی بھنک پڑی تو بے ہوش ہو کر گر پڑیں، لرزہ بخار آ گیا، اور آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی [۳]

---

[۱] ابو داؤد کتاب الطلاق باب فی تعظیم الزنا [۲] سنن ابن ماجہ کتاب النکاح، باب النظر الی المرأۃ اذا اراد ان یتزوجہا

[۳] بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ عزوجل لقد کان فی یوسف واخوتہ آیات للسائلین،

حسنِ معاشرت

مصالحت اور صفائی

اگرچہ بمقتضائے فطرت انسانی صحابیات کسی سے ناراض ہو جاتی تھین، توان کو اس چندروزہ ناگواری پر نہایت افسوس ہوتا تھا، ایک معاملہ مین حضرت عائشہرض حضرت عبداللہ بن زبیررض سے ناراض ہوگئین، اور بات چیت نہ کرنے کی قسم کھالی لیکن عفو تقصیر کے بعد جب ان کو یہ قسم یاد آتی تھی تو اس قدر روتی تھین کہ ڈوپٹہ تر ہو جاتا تھا[1]،

صلۂ رحم

حضرت زینبرض اپنے اعزہ واقارب کے ساتھ نہایت سلوک کرتی تھین، حضرت عائشہرض فرماتی ہین

ولم ار امرءۃ قط خیرا فی الدین من زینب واتقی اللہ واصدق حدیثا واوصل للرحم[2]

مین نے زینبرض سے زیادہ دیندار، زیادہ پرہیزگار، زیادہ سچی اور زیادہ صلہ رحمی کرنیوالی عورت نہین دیکھی،

حضرت اسماءرض نے ایک جائداد وراثۃً پائی تھی، اوران کوایک لاکھ کی رقم حضرت امیر معاویہرض نے دی تھی لیکن انھون نے اس مال وجائداد کو حضرت قاسم بن محمد اور حضرت ابن ابی عتیق پر جو ان کے قرابت دار تھے، ہبہ کر دیا[3]

صحابیات کی صلۂ رحمی صرف مسلمان اعزہ کے ساتھ مخصوص نہ تھی، بلکہ وہ کافر قرابتدارون کی قرابت کا بھی لحاظ رکھتی تھین، حضرت اسماءرض ہجرت کرکے مدینہ آئین توان کی والدہ جو کافرہ تھین اون کے پاس آئین اور مالی مدد مانگی حضرت اسماءرض نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ کیا وہ ان کے ساتھ

[1] بخاری کتاب الادب باب الہجرۃ [2] مسلم کتاب الفضائل باب فضل عائشہرض [3] بخاری کتاب الھبۃ باب ھبۃ الواحد للجماعۃ

صلہ رحمی کر سکتی ہین ؟ آپ نے فرمایا ہان[1] چنانچہ انھون نے ان کو مدد دی، حضرت حفصہؓ نے اپنے ایک یہودی قرابت دار کے لئے ایک جائداد کی وصیت کی تھی،[2]

ہدیہ دینا حدیث شریف مین آیا ہے، کہ ہدیہ ازدیادِ محبت کا ذریعہ ہے، اس لیے صحابیات ایک دوسرے کے پاس عموماً ہدیہ بھیجا کرتی تھین،

حضرت نسیبہ انصاریہؓ اس قدر مفلس تھین کہ اُن پر صدقہ کا مال حلال تھا، تاہم اس حالت مین بھی وہ ازواجِ مطہرات کی خدمت مین ہدیہ بھیجتی تھین، ایک بار اُن کے پاس صدقہ کی بکری آئی تو انھون نے اس کا گوشت حضرت عائشہؓ کے پاس ہدیۃً بھیجا[3]، حضرت بریرہؓ کے پاس بھی جو صدقہ مین آتا تھا، وہ ازواجِ مطہرات کو ہدیۃً دیدیا کرتی تھین[4]

خادمون کے ساتھ سلوک صحابیات خادمون کے ساتھ جیسا سلوک کرتی تھین، اس کا اندازہ صرف اس واقعہ سے ہوسکتا ہے، کہ ایک بار رات کو عبدالملک اٹھا، اور اپنے خادم کو آواز دی، اس نے آنے مین دیر لگائی، تو اوس نے اُس پر لعنت بھیجی، حضرت ام الدرداؓ اس کے محل مین تھین، صبح ہوئی تو کہا کہ تم نے رات اپنے خادم پر لعنت بھیجی، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ لعنت بھیجنے والے قیامت کے دن شفعا، یا شہدا نہ ہون گے،[5]

باہمی اعانت صحابیات مصیبت مین دوسرون کی اعانت فرماتی تھین، اور ہمسایہ صحابیات اپنی پڑوسنون کو ہر قسم کی مدد دیتی تھین، حضرت اسماؓ کو روٹی پکانا نہین آتی تھی، لیکن ان کی پڑوسنین ان کی روٹی پکا دیا کرتی تھین،[6]

---

[1] مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل النفقہ والصدقہ علی الاقربین [2] مسند دارمی کتاب الوصایا باب الوصیۃ لاہل الذمہ [3] بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قدر کم یعطی من الزکوٰۃ والصدقۃ ومن اعطی شاۃ [4] مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اباحۃ الہدیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ولبنی ہاشم ولبنی عبدالمطلب وان کان المہدی ملکہا بطریق الصدقۃ [5] مسلم کتاب البر والصلہ والآداب باب النہی عن لعن الدواب وغیرہا [6] مسلم کتاب الآداب باب ارداف المراۃ الاجنبیۃ اذا اعیت فی الطریق،

اگر عورتوں کو اپنے شوہروں سے شکایت پیدا ہوتی تو وہ حضرت عائشہ رضی کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا درددکھ کہتی تھیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہایت پرزور طریقہ سے ان کی سفارش کرتی تھیں، ایک بار ان کی خدمت میں ایک عورت سبز ڈوپٹہ اوڑھ کر آئی اور جسم کھول کر دکھایا، کہ شوہر نے اسقدر مارا ہے کہ بدن پر نیل پڑ پڑ گئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو حضرت عائشہ رضی نے کہا کہ مسلمان عورتیں جو مصیبت برداشت کررہی ہیں ہم نے ایسی مصیبت نہیں دیکھی، دیکھئے اس کا چمڑا اس کے ڈوپٹے سے زیادہ سبز ہوگیا ہے، بخاری کی اس روایت کے آخر میں عموماً عورتوں کی نسبت یہ الفاظ ہیں:۔

والنساء ینصر بعضھن بعضا — عورتوں کی یہ فطرت ہے کہ ایک دوسرے کی اعانت کرتی ہیں۔[۱]

ایک شخص کی بی بی بیمار تھیں، وہ حضرت ام الدرداء رضی کے پاس آئے، انھوں نے حال پوچھا تو انھوں نے کہا بی بی بیمار ہے، اب انھوں نے ان کو بٹھا کر کھانا کھلایا، اور جب تک ان کی بی بی بیمار رہیں، حال پوچھتی اور کھانا کھلاتی رہیں۔[۲]

عیادت صحابیات ہر ممکن طریقہ سے مریضوں کی عیادت کرتی تھیں ایک بار اہل صفہ میں سے ایک صحابی بیمار تھے، حضرت ام الدرداء رضی اونٹ پر سوار ہوکر آئیں، اور ان کی عیادت کی،[۳]

تیمارداری صحابیات نہایت دلسوزی سے مریضوں کی تیمارداری کرتی تھیں، حضرت عبداللہ بن مظعون رضی بیمار ہوئے، تو حضرت ام العلاء رضی اور ان کے تمام خاندان نے ان کی تیمارداری کی۔ ان کا انتقال ہوگیا تو کفن پہنانے کے بعد حضرت ام العلاء رضی نے محبت کے لہجے میں کہا تم پر خدا کی رحمت ہو میں شہادت دیتی ہوں کہ خدا نے تمہاری عزت کی،[۴]

---

[۱] بخاری کتاب اللباس باب الثیاب الخضر [۲] ادب المفرد باب عیادۃ الصبیان [۳] ایضاً باب عیادۃ النساء الرجل المریض [۴] بخاری کتاب الشہادات باب القرعۃ فی المشکلات،

حضرت زینبؓ مرض الموت مین بیمار ہوئین، تو حضرت عمرؓ نے ازواجِ مطہرات سے پوچھوایا، کہ کون اُن کی تیمارداری کرے گا، تو تمام بی بیون نے کہا ہم" ان کا انتقال ہوا تو پھر دریافت کیا کہ کون اُن کو غسل و کفن دے گا؟ تمام بی بیون نے کہا ہم"[1]

عزاداری | صحابیات عزاداری کو اپنا فرض خیال کرتی تھین، ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی کو دفن کرکے آرہے تھے، راہ مین دیکھا کہ حضرت فاطمہؓ جارہی ہین، پوچھا گھر سے کیون نکلین؟ بولین اس گھر مین عزاداری کے لئے گئی تھی"[2]

عرب جاہلیت مین عزاداری کا طریقہ یہ تھا کہ عورتین برادری مین جاکر باہم مُردون پر نوحہ کرتی تھی لیکن اسلام نے جاہلیت کی اس رسم کو مٹادیا، چنانچہ جب عورتین اسلام لاتی تھین تو اُن سے اس رسم کے چھوڑنے کا معاہدہ لیا جاتا تھا ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمّ عطیہؓ سے یہ معاہدہ لینا چاہا، تو بولین، فلان خاندان نے زمانۂ جاہلیت مین ہمارے مُردے پر نوحہ کیا ہے، مجھے اس کا معاوضہ اداکرنا ضروری ہے، چنانچہ آپنے ان کو اس کی اجازت دیدی"[3]

محبت اولاد | صحابیات بچّون سے نہایت محبت رکھتی تھین، ایک بار ایک صحابی نے بی بی کو طلاق دی اور بچے کو اُس سے لینا چاہا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین اور کہا کہ "میرا پیٹ اس کا ظرف، میری چھاتی اس کا مشکیزہ اور میری گود اس کا گہوارہ تھا اور اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دیدی، اور اس کو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے، آپنے فرمایا، جب تک تم دوسرا نکاح نہ کرلو تم بچے کی سب سے زیادہ مستحق ہو"[4] اگرچہ یہ وصف عمومًا تمام صحابیات مین پایا جاتا تھا، لیکن اس باب مین قریش کی عورتین خاص طور پر ممتاز تھین، چنانچہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس خصوصیت کی مدح فرمائی،

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت زینبؓ [2] ابو داؤد کتاب الجنائز باب فی التعزیہ [3] مسلم کتاب الجنائز باب التشدید فی النیاحۃ [4] ابو داؤد کتاب الطلاق باب من احق بالولد۔

نعم النساء نساء قریش احناھن علی الولد وارعاھن علی الزوج[1]

قریش کی عورتین کس قدر اچھی ہین بچون سے محبت رکھتی ہین اور شوہرون کے مال و اسباب کی نگرانی کرتی ہین،

بھائی بہن سے محبت صحابیات اپنے بھائی اور بہنون سے نہایت محبت رکھتی تھین، حضرت عبد اللہؓ ابن ابی بکر کا مقام حبشی مین انتقال ہوا، اور لاش مکہ مین دفن ہوئی، تو حضرت عائشہؓ فرط محبت سے اُن کی قبر تک آئین، اور ایک مشہور مرثیہ کے یہ اشعار پڑھے،

وکنا کندمانی جذیمۃ حقبۃً من الدھر حتی قیل لن یتصدعا

اور ہم دونون ایک مدت تک جذیمہ کے دونون ہم نشینون کی طرح ساتھ رہے یہان تک کہ لوگون نے کہا کہ ان مین کبھی جدائی نہ ہوگی،

فلما تفرقنا کانی ومالکاً بطول اجتماع لم نبت لیلۃ معاً[2]

لیکن جب جدائی ہوئی تو ایسی کہ گویا ہم نے اور مالک نے باوجود طویل ملاقات کے ایک رات بھی ساتھ بسر نہین کی تھی،

حضرت حمزہؓ غزوہ احد مین شریک ہوئے، تو ان کی بہن حضرت صفیہؓ آئین، کہ مقتل مین اُن کا پتہ لگائین لیکن لوگون نے اُن کی پریشانی کے خیال سے نہین بتایا، بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئین تو آپ کو خوف پیدا ہوا کہ اس واقعہ سے کہین اُن کی عقل نہ جاتی رہے، اس لئے اُن کے سینہ پر ہاتھ رکھا تو انھون نے انا للہ پڑھا اور رونے لگین،[3]

حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا تو تمام عورتین رونے لگین، حضرت فاطمہؓ ان کی قبر کے پاس روتی

---

[1] بخاری کتاب النکاح، [2] ترمذی کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الزیارۃ للقبور للنساء،
[3] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت حمزہؓ

تھین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھون سے اُن کے آنسو پونچھتے تھے[۱]۔

حمایتِ والدین | صحابیات والدین کی حمایت سے سخت موقعون پر بھی اغماض نہین کرتی تھین، ایک بار کفار نے حالتِ نماز مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مین اونٹ کی اوجھ ڈال دی، حضرت فاطمہؓ دوڑ کے آئین، اس کو آپ کی گردن سے نکال کر پھینک دیا، اور کفار کو بُرا بھلا کہا[۲]۔

پرورش یتامیٰ | یتیمون کی پرورش بڑی نیکی کا کام ہے، حدیث شریف مین آیا ہے،

انا وکافل الیتیم کھاتین فی الجنۃ | ہم اور یتیمون کی پرورش کرنے والے جنت مین اس قدر قریب ہون گے، جس قدر یہ دونون انگلیان قریب ہین،

اس لئے صحابیات یتیمون کی پرورش اپنا فرض سمجھتی تھین، حضرت زینبؓ متعدد یتیمون کی پرورش کرتی تھین، ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین، اور پوچھا کہ مین اپنے شوہر اور ان یتیمون پر صدقہ کرون تو جائز ہے"؟ ایک دوسری صحابیہ بھی اس غرض سے دردولت پر کھڑی تھین، حضرت بلالؓ نے اطلاع کی، تو آپ نے فرمایا، کہ اس کا دوہرا ثواب ملے گا، ایک قرابت کا، اور دوسرا صدقہ کا"[۳]

حضرت عائشہؓ کے بھائی محمد بن ابی بکرؓ کے بچے یتیم ہو گئے، تو حضرت عائشہؓ ان کی پرورش فرماتی تھین،[۴]

یتیمون کے مال کی نگہداشت | خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید مین یتیمون کے مال کی حفاظت و نگہداشت کے متعلق ایک نہایت مفصل آیت نازل فرمائی ہے، وابتلوا الیتمیٰ حتی اذا بلغوا النکاح، الخ اس

---

[۱] مسند ابوداود طیالسی صفحہ ۲۵۱ [۲] بخاری کتاب الصلوٰۃ باب المراۃ تطرح عن المصلی شیئاً من الاذی [۳] بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الزکوٰۃ علی الزوج والایتام فی الحجر [۴] موطاے امام مالک کتاب الزکوٰۃ باب الزکوٰۃ فیہ من الحلی والتبر والعنبر

بنا پر صحابیات نہ صرف ان کے مال کی حفاظت کرتی تھین، بلکہ اس کو ترقی دیتی تھین، حضرت عائشہؓ یتیمون کے مال لوگون کو دیدیتی تھین، کہ تجارت کے ذریعہ سے اس کو ترقی دین،[۱]

بچون کی پرورش

صحابیات بچّون کی پرورش مین اپنے عیش وآرام کو بھی فراموش کردیتی تھین، حضرت اُمِّ سلیمؓ بیوہ ہوئین، تو حضرت انس بن مالکؓ بچے تھے، اس لئے انھون نے یہ عزم بالجزم کرلیا، کہ جب تک ان کی نشو ونما کامل طور پر نہ ہو جائے گی، وہ دوسرا نکاح نہ کرین گی، چنانچہ حضرت انسؓ خود سپاس گذارانہ لہجے مین اعتراف کرتے ہین، کہ اللہ تعالیٰ میری مان کو جزاے خیر دے کہ اس نے میری ولایت کا حق ادا کیا،[۲]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابیات کو دنیا کی تمام چیزون سے زیادہ محبوب تھے، لیکن باین ہمہ جب آپنے حضرت اُمِّ ہانیؓ سے نکاح کا پیغام دیا، تو انھون نے معذرت کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے میری آنکھون سے بھی زیادہ عزیز ہین، لیکن شوہر کا حق بہت زیادہ ہے، اس لئے مجھے خوف ہو کہ اگر مین شوہر کا حق ادا کرون گی، تو بچون کی طرف سے بے پروائی کرنا پڑے گی، اور اگر بچون کی پرورش مین مصروف رہون گی تو شوہر (یعنی آپ کا اگر نکاح کرلون گی) کا حق ادا نہ کرسکون گی"،[۳]

شوہر کے مال واسباب کی حفاظت

زن وشوہر کے معاشرتی تعلقات پر اس کا نہایت عمدہ اثر پڑتا ہے کہ بیوی نہایت دیانت کے ساتھ شوہر کے مال واسباب اور گھر بار کی حفاظت کرے، اور صحابیات مین عموماً یہ دیانت پائی جاتی تھی، حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی شادی حضرت زبیرؓ سے ہوئی تھی، وہ گھر مین تھین کہ ایک غریب سوداگر آیا، اور کہا کہ اپنے سایۂ دیوار کے نیچے مجھ کو سودا بیچنے کی اجازت دیجئے" وہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہوئین، فیاضی اور کشادہ دلی سے اجازت دینا چاہتی تھین، لیکن شوہر

---

[۱] موطاے امام مالک کتاب الزکوٰۃ باموال الیتامی والتجارۃ فیہا [۲] طبقات ابن سعد تذکرۂ حضرت ام سلیمؓ

[۳] طبقات ابن سعد تذکرۂ حضرت اُمِّ ہانیؓ

کی اجازت کے بغیر اجازت نہین دے سکتی تھین، بولین اگر مین اجازت دیدون اور زبیرؓ انکار کردین، تو مشکل پڑے گی، زبیرؓ کی موجودگی مین آؤ، اور مجھ سے سوال کرو" وہ اسی حالت مین آیا، اور کہا یا ام عبداللہ! مین محتاج آدمی ہون، آپ کی دیوار کے سایہ مین کچھ سودا بیچنا چاہتا ہون، بولین تم کو مدینہ مین میرا ہی گھر ملتا تھا، حضرت زبیرؓ نے کہا "تمھارا کیا بگڑتا ہے، جو ایک محتاج کو بیع وشراء سے روکتی ہو،؟ وہ تو چاہتی ہی تھین، اجازت دیدی،[۵۱] وہ نہایت فیاض تھین، اس لئے صدقہ وخیرات کرنا بہت پسند کرتی تھین لیکن شوہر کے مال کے سوا ان کے پاس اور کچھ نہ تھا، اور شوہر کے مال مین بلا اجازت تصرف نہین کرسکتی تھین، مجبوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ مین زبیرؓ کی آمدنی مین سے کچھ صدقہ کردون تو کیا کوئی گناہ کی بات ہے ؟ ارشاد ہوا کہ جو کچھ ہوسکے، دو،[۵۲]

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتون سے بیعت لی، تو ان مین سے ایک خاتون اٹھین اور کہا کہ ہم اپنے باپ بیٹے اور شوہر کے محتاج ہین، ان کے مال مین سے ہمارے لئے کس قدر لینا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا اس قدر کہ کھاپی لو اور ہدیہ دو"[۵۳]

اگرچہ یہ وصف عموماً تمام صحابیات مین پایا جاتا تھا لیکن اس باب مین قریش کی عورتین خاص طور پر ممتاز تھیں، چنانچہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ان کی اس خصوصیت کو ان الفاظ مین نمایان کیا،

انعم النساء نساء قریش احناھن	قریش کی عورتین کس قدر اچھی ہین بچون سے محبت
علی الولد وارعاھن علی الزوج	رکھتی ہین اور شوہر کے مال واسباب کی نگرانی کرتی ہین

شوہر کی رضاجوئی صحابیات اپنے شوہرون کی رضامندی اور خوشنودی کا نہایت خیال رکھتی تھین،

[۵۱] مسلم کتاب الآداب باب جواز ارداف المرأۃ الاجنبیۃ اذا اعیت، فی الطریق [۵۲] مسلم کتاب الزکوۃ باب الحث علی الصدقۃ ولو بالقلیل، [۵۳] ابوداؤد کتاب الزکوۃ باب المرأۃ تصدق من بیت زوجہا،

حضرت حولاؓ عطر فروش تھیں، ایک بار حضرت عائشہؓ کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ میں ہر رات کو خوشبو لگاتی ہوں، بناؤ سنگار کر کے دلھن بنجاتی ہوں، اور خالصۃً لوجہ اللہ اپنے شوہر کے پاس جا کر سو رہتی ہوں لیکن اس پر بھی وہ متوجہ نہیں ہوتے، اور منہ پھیر لیتے ہیں پھر ان کو متوجہ کرتی ہوں، اور وہ اعراض کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے، تو آپ سے بھی اس کا ذکر کیا، آپنے فرمایا، جاؤ اور اپنے شوہر کی اطاعت کرتی رہو"[1]

ایک روز آپنے حضرت عائشہؓ کے ہاتھ میں چاندی کے چھلے دیکھے، تو فرمایا عائشہؓ یہ کیا ہے؟ بولیں میں نے اس کو اس لئے بنایا ہے کہ آپکے لئے بناؤ سنگار کروں"[2]

ایک صحابیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ان کے ہاتھ میں سونے کے کنگن تھے، آپؐ نے ان کے پہننے سے منع فرمایا بولیں اگر عورت شوہر کے لئے بناؤ سنگار نہ کرے گی، تو اس کی نگاہ سے گر جائے گی"[3]

شوہر کی محبت صحابیات اپنے شوہروں سے نہایت محبت رکھتی تھی، حضرت زینبؓ کی شادی ابو العاص سے ہوئی تھی، وہ حالت کفر میں تھے، کہ بدر کا معرکہ پیش آگیا، اور وہ گرفتار ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیران جنگ کو فدیہ لے کر رہا کرنا چاہا تو حضرت زینبؓ نے اپنا ایک یادگار ہار جس کو حضرت خدیجہؓ نے ان کو رخصتی کے وقت دیا تھا، ابو العاص کے فدیہ میں بھیجدیا،[4]

حضرت حمنہ بنت جحشؓ کو اپنی شوہر کی شہادت کا حال معلوم ہوا، تو فرط محبت سے چیخ اٹھیں[5]

حضرت عمرؓ کو اہل وعیال کے ساتھ بہت زیادہ شغف نہ تھا، تاہم ان کی بی بی حضرت عاتکہؓ رونے

---

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت حولاؓ [2] ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب الکنز ما ھو وزکوٰۃ الحلی [3] نسائی کتاب الزینۃ

[4] ابوداؤد کتاب الجہاد باب فداء الاسیر بالمال

[5] سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ما جاء فی البکاء علی المیت،

کے دنون مین بھی فرط محبت سے اُن کے سر کا بوسہ لیتی تھین[1]،

حضرت عاتکہ رض کو اپنے پہلے شوہر حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رض سے نہایت محبت تھی چنانچہ جب وہ طائف مین شہید ہوئے تو حضرت عاتکہ رض نے ایک پر درد مرثیہ لکھا جس کا ایک شعر یہ ہے،

فآلیت لا تنفک عینی حزینۃ علیک ولا ینفک جلدی اغبرا

مین نے قسم کھائی ہے کہ تیرے غم مین میری آنکھ ہمیشہ پر نم اور جسم ہمیشہ غبار آلود رہے گا'

اس کے بعد حضرت عمر رض نے ان سے شادی کی، دعوتِ ولیمہ مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی شریک تھے انھون نے عاتکہ کو یہ شعر یاد دلایا تو رو پڑین حضرت عمر رض کی شہادت ہوئی، تو اُن کا بھی نہایت پر درد مرثیہ لکھا اس کے بعد اُن سے حضرت زبیر رض نے شادی کی اور وہ بھی شہید ہوئے، تو عاتکہ نے اُن کا بھی مرثیہ لکھا[2]،

شوہر کی خدمت صحابیات شوہر کی خدمت نہایت دلسوزی کے ساتھ کرتی تھین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمال طہارت کی وجہ سے مسواک کو بار بار دھلوالیا کرتے تھے، اور اس پاک خدمت کو حضرت عائشہ رض ادا فرماتی تھین[3]، ایک بار آپ کمبل اوڑھ کر مسجد مین آئے، ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر دھبہ نظر آتا ہے، آپ نے اس کو غلام کے ہاتھ حضرت عائشہ رض کے پاس بھیج دیا، حضرت عائشہ رض نے کٹورے مین پانی منگایا، خود اپنے ہاتھ سے دھویا، اور خشک کیا، اور اس کے بعد آپ کے پاس بھیجدیا[4]، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھتے، یا احرام کھولتے تھے، تو حضرت عائشہ رض جسم مبارک مین خوشبو لگاتی تھین[5] جب آپ خانہ کعبہ کی ہدی بھیجتے تھے، تو وہ ان کے گلے کا قلادہ بٹتی تھین[6]،

صحابہ کرام جب تمام دنیا کی خدمت و اعانت سے محروم ہوجاتے تھے، تو اس بیکسی کی حالت مین صرف ان کی بی بیان اُن کا ساتھ دیتی تھین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تخلف غزوۂ تبوک کی بنا پر حضرت

---

[1] موطا کتاب الصیام باب ما جاء فی الرخصۃ فی القبلۃ للصیام [2] اسد الغابۃ تذکرۂ عاتکہ بنت زید رض [3] ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب غسل السواک [4] ایضًا باب الاعادۃ من النجاسۃ یکون فی الثوب [5] ابوداؤد کتاب المناسک باب الطیب عند الاحرام [6] ایضًا باب من بعث بہدیہ۔

ہلال بن اُمیہؓ سے ناراض ہوئے، اور اخیر مین تمام مسلمانون کی طرح ان کی بی بی کو بھی تعلقات کے منقطع کر لینے کا حکم دیا، تو وہ حاضرِ خدمت ہوئین، اور کہا کہ وہ بوڑھے آدمی ہین، اُن کے پاس نوکر چاکر نہین اگر مین ان کی خدمت کرون تو آپ ناپسند فرمائین گے، ارشاد ہوا "نہین[۵]"

عورت کتنی ہی اطاعت گذار اور فرمان بردار ہو لیکن اگر اُس سے تعلقات منقطع کرلئے جائین، تو وہ شوہر کی طرف مائل نہین ہو سکتی لیکن صحابیات نے اس فطرتی اصول کو بھی توڑ دیا تھا، ایک صحابی نے اپنی بی بی سے ظہار کیا، یعنی ایک مدتِ معینہ کے لئے ان کو اپنے اوپر حرام کر لیا تاہم اس حالت مین بھی وہ ان کی خدمت گذاری مین مصروف رہتی تھین،

---

[۵] بخاری کتاب المغازی باب غزوۂ تبوک۔

طرزِ معاشرت

غربت وافلاس | ابتداے اسلام مین صحابیات نہایت فقروفاقہ اور غربت وافلاس کے ساتھ زندگی بسر کرتی تھین، جس کا اثران کے لباس، مکان، اثاث البیت، اور سامانِ آرایش غرض ہر چیز سے ظاہر ہوتا تھا،

لباس | صحابیات کو کپڑون کی نہایت تکلیف تھی، حضرت فاطمہؓ جگر گوشۂ رسول کی چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ ایک بار انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ادب وحیا سے جسم کے ہر حصہ کو چھپانا چاہا، لیکن ناکامیابی ہوئی، سر ڈھکتی تھین تو پاؤن کھل جاتے تھے، پاؤن ڈھکتی تھین تو سر کھل جاتا تھا،[1]

بعض صحابیات کو تو چادر بھی میسر نہ تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابیات کو عیدگاہ مین جانے کی اجازت دی تو ایک صحابیہ نے کہا کہ اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ ارشاد ہوا کہ اس کو دوسری عورت اپنی چادر اوڑھالے،[2]

شادی بیاہ مین دولھن کے لئے غریب سے غریب آدمی بھی اچھا جوڑا بنوا تا ہے، لیکن صحابیات کو معمولی جوڑا بھی میسر نہ تھا، حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میرے پاس گھاڑھے کی ایک کرتی تھی، شادی بیاہ مین جب کوئی عورت سنواری جاتی تھی، تو وہ مجھ سے اس کو مستعار منگوا لیتی تھی،[3]

مکان | غربت وافلاس کی وجہ سے صحابیات کے مکانات نہایت مختصر پست اور کم حیثیت ہوتے تھے،

---

[1] ابوداؤد کتاب اللباس باب فی العبد ینظر الی شعر مولاتہ [2] سنن ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی خروج النساء فی العیدین [3] بخاری کتاب الہبہ باب الاستعارۃ للعروس عند البناء،

گھرون مین جائے ضرورت تک نہ تھی[1] اس لئے راتون کو صحرا مین جانا پڑتا تھا، دروازون پر پردے نہ تھے[2]
راتون کو جلانے کے لئے چراغ تک میسر نہ تھا[3]

اثاث البیت صحابیات کے گھرون مین نہایت مختصر سامان ہوتے تھے، یہان تک کہ میان بی بی دونون کیلیے صرف ایک بچھونا ہوتا تھا[4] اور وہ بھی کھجور کے پتون سے بنایا جاتا تھا،

زیورات صحابیات نہایت معمولی اور سادہ زیور استعمال کرتی تھین، احادیث کی کتابون کے تتبع واستقرا سے بازو بند کڑے، بالی، ہار، انگوٹھی اور چھلے کا پتہ چلتا ہے، لونگ کا ہار بھی پہنتی تھین، جن کو عربی مین سخاب کہتے ہین، حضرت عائشہؓ کا ایک ہار جو سفر مین گم گیا تھا، وہ مہرہ یمانی کا تھا[5]

سامان آرائش صحابیات سرمہ اور مہندی کا استعمال بھی کرتی تھین، زچہ خانہ سے نکلتی تھیں، تو منہ پر ورس (ایک قسم کی سرخ گھاس کا نام ہے) کا غازہ ملتی تھین، کہ چہرہ کے داغ دھبے مٹ جائین[6] خوشبو مین زعفران، عطر اور سُک کا استعمال کرتی تھین، سک ایک قسم کی خوشبو ہے، جو ماتھے پر لگائی جاتی ہے[7]

اپنا کام خود کرنا صحابیات خانہ داری کے کامون کو خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتی تھین، اور اس مین سخت سے سخت تکلیفین برداشت کرتی تھین، حضرت فاطمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین صاحبزادی تھین لیکن چکی پیستے پیستے ہاتھون مین چھالے پڑ گئے تھے، مشکیزون مین پانی لاتے لاتے سینہ داغدار ہو گیا تھا، جھاڑو دیتے دیتے کپڑے چکیٹ ہو گئے تھے[8]

ازواج مطہراتؓ باری باری گھر کا کام دھندھا خود کرتی تھین، ایک دن حضرت عائشہؓ کی باری تھی، جو پیسے اور اس کی روٹی پکائی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار شروع کیا آپ کے آنے مین

---

[1] بخاری قصۃ الافک [2] ابوداود کتاب الادب باب الاستیذان فی العورات الثلاث [3] صحیح بخاری [4] ابوداود کتاب الطہارۃ باب فی الرجل یصیب منہا مادون الجماع [5] ایضا باب فی التیمم [6] ایضا باب ماجاء فی وقت النفساء [7] کتاب الخراج والامارہ باب فی بیان مواضع قسم الخمس وسہم ذی القربیٰ،

دیر ہوگئی تو سوگئین، آپ آئے تو جگایا[۱]، حضرت اسماءؓ حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی تھین، اوران کی شادی حضرت زبیرؓ سے ہوئی تھی، وہ اس قدر مفلس تھے کہ ایک گھوڑے کے سوا گھر مین کچھ نہ تھا، حضرت اسماءؓ خود باغون مین جاکر گھوڑے کے لئے گھاس لاتی تھین، حضرت ابوبکرؓ نے سائیسی کے لئے ایک غلام بھیجا تو انھون نے اس خدمت سے نجات پائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ کو ایک قطعۂ زمین بطور جاگیر کے دیا تھا، جو مدینہ سے تین فرسخ دور تھا، حضرت اسماءؓ روز وہان جاتین، اور وہان سے کھجور کی گٹھلیان اپنے سر پر لاتین، اوران کو کوٹ کر انکی پانی کھینچنے والی اونٹنی کو کھلاتین،

گھر کے معمولی کاروباران کے علاوہ تھے، خود پانی لاتین، مشک پھٹ جاتی تو اس کو سیتین، آٹا گوندھتین، روٹی پکاتین[۲]، گھر کے کام دھندے کے علاوہ صحابیات بعض صنعتی کام بھی کرتی تھین، حضرت سودہؓ طائف کی ادھوڑی بناتی تھین، جس کی وجہ سے ان کی مالی حالت تمام ازواجِ مطہرات سے بہتر رہتی تھی[۳]، بعض صحابیہ کپڑے بنتی تھین[۴]،

پردہ عہدِ نبوت مین اگرچہ اس زمانہ کا سا سخت پردہ رائج نہ تھا، تاہم عورتین بالکل بے پردہ اور آزاد بھی نہ تھین،

محفہ مین سفر کرتی تھین[۵]، نقاب پوش رہتی تھین[۶]، اور غیر محرم سے پردہ کرتی تھین، حضرت عائشہؓ فرماتی ہین، کہ حجۃ الوداع کے زمانہ مین جب لوگ ہمارے سامنے سے گذرتے تھے، تو ہم چہرے پر چادر ڈال لیتے تھے، لوگ گذر جاتے تھے، تو پھر منہ کھول دیتے تھے[۷]،

ایک بار حضرت افلح بن ابی القعیسؓ حضرت عائشہؓ کی ملاقات کو آئے، وہ پردہ مین چھپ گئین،

---

[۱] ادب المفرد باب لا یوذی جارہ، [۲] مسلم کتاب الآداب باب جواز ارداف المرأۃ الاجنبیۃ اذا اعیت فی الطریق و بخاری کتاب النکاح [۳] اسد الغابۃ تذکرۂ فلیہ [۴] بخاری کتاب البیوع باب النساء، [۵] ابوداؤد کتاب المناسک باب فی الصبی یحج [۶] ابوداؤد کتاب المناسک ما یلبس المحرم،
[۷] ابوداؤد کتاب المناسک باب فی المحرم تغطی وجہا،

بولے "تم مجھ سے پردہ کرتی ہو مین تو تمھارا چچا ہوں" بولین کیونکر؟ بولے میرے بھائی کی بی بی نے تم کو دودھ پلایا ہے، بولین "مردنے تو دودھ نہین پلایا"۔[1]

ایک صحابیہ کا بیٹا شہید ہوا وہ نقاب پہن کر آپ کی خدمت مین حاضر ہوئین، صحابہ کرام نے اُن کو دیکھ کر کہا بیٹے کی شہادت کا حال پوچھنے آئی ہو، اور نقاب پوش ہو کر؟ بولین مین نے اپنے بیٹے کو کھودیا ہے، شرم وحیا کو تو نہین کھویا۔[2]

ہمارے زمانہ مین پردہ ایک رسمی چیز ہے مثلاً ایک عورت کسی محرم سے رسماً پردہ کرتی ہے تو اس سے لازمی طور پر ہمیشہ پردہ کرے گی لیکن دو چار بار کسی نامحرم کے سامنے آنے کا اتفاق ہوگیا تو پھر اس کے لئے پردہ کے تمام قیود ٹوٹ جائین گے لیکن صحابیات رسمی پردے کی پابند نہ تھین' ان کا پردہ بالکل شرعی تھا، اگر شریعت اجازت دیتی تھی، تو وہ کسی شخص کے سامنے آتی تھین، اور جب شرعی موانع پیدا ہوجاتے تھے تو اس سے پردہ کرنے لگتی تھین، حضرت عائشہؓ کا مذہب ہے کہ غلامون سے پردہ ضروری نہین، اس لئے وہ حضرت ابو عبداللہ سالمؓ کے سامنے جو نہایت متدین غلام تھے آتی تھین اور اُن سے بے تکلف باتین کرتی تھین، ایک دن وہ آئے، اور کہا کہ "خدا نے آج مجھے آزاد کردیا چونکہ اب وہ غلام باقی نہین رہے، اس لئے حضرت عائشہؓ نے پردہ گروادیا، اور عمر بھر اُن کے سامنے نہ ہوئین۔[3]

---

[1] ابوداؤد کتاب النکاح باب فی لبن الفحل۔ [2] ابوداؤد کتاب الجہاد باب فضل قتال الروم علی غیرہم من الامم۔

[3] نسائی کتاب الطہارۃ باب مسح المرأۃ راسہا۔

معاملات

ادائے قرض کا خیال

حضرت عائشہؓ اکثر قرض لیا کرتی تھین، اُن سے پوچھا گیا کہ آپ قرض کیون لیتی ہین؟ بولین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو بندہ قرض کے ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے خدا اپنی جانب سے اس کے لئے مددگار مقرر کر دیتا ہے، تو مین اُسی مددگار کی جستجو کرتی ہون"[1]

قرض کا ایک حصہ معاف کردینا

حضرت اُم سلمہؓ نے ایک غلام کو مکاتب بنایا، اُس نے جب بدل کتابت ادا کرنا چاہا تو کہا کہ اس مین کچھ کمی کر دیجئے، انھون نے کم کر دیا[2]

تقسیم وراثت مین دیانت

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ پر چند کھجور کے درخت ہبہ کئے تھے، لیکن اب تک ان کا قبضہ نہین ہوا تھا، اس لئے ہبہ نامکمل تھا، حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہونے لگا تو کہا کہ مین نے تم پر جو درخت ہبہ کئے تھے، اگر تمہارا ان پر قبضہ ہو جاتا، تو وہ تمہاری ملک ہو جاتے، لیکن آج وہ میرے ترکہ مین داخل ہین، جس کے وارث تمہارے بھائی اور بہنین ہین، اس لئے کتاب اللہ کے موافق باہم تقسیم کرلو، حضرت عائشہؓ بولین کہ اگر اس سے بھی زیادہ مال ہوتا تو مین چھوڑ دیتی[3]

---

[1] مسند ابن حنبل جلد ۶ ص ۹۹ [2] طبقات ابن سعد تذکرہ مصاح بن سرجس [3] موطائے امام مالک کتاب الاقضیہ باب مالا یجوز من النحل،

خدمات

سیاسی خدمات مین صحابیات کی کوئی قابل الذکر خدمت نہین ہے، صرف اصابہ مین تذکرۂ شفاءؓ بنت عدویہ مین اس قدر لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ ان کی رائے کو مقدم سمجھتے تھے، ان کی عزت کرتے تھے، اور بازار کی بعض خدمتین بھی اُن سے متعلق تھین، لیکن سیاسی خدمات کے علاوہ صحابیات نے اسلام کی ہر ممکن خدمت کی ہے جس کی تفصیل ذیل کے عنوانات سے معلوم ہو گی،

مذہبی خدمات

اشاعتِ اسلام مذہبی خدمات مین اشاعتِ اسلام سب سے اہم ہے، اور اس مین ابتداے اسلام ہی سے صحابیات کی مساعی جمیلہ کا کافی حصہ شامل ہے، چنانچہ حضرت ام شریکؓ ایک صحابیہ تھین جو آغازِ اسلام مین مخفی طور پر قریش کی عورتون کو اسلام کی دعوت دیا کرتی تھین، قریش کو اُن کی مخفی کوششون کا حال معلوم ہوا، تو ان کو مکہ سے نکال دیا، [1]

ایک غزوہ مین صحابۂ کرام پیاس سے بیتاب ہو کر پانی کی تلاش مین نکلے، تو حسنِ اتفاق سے ایک عورت مل گئی جس کے ساتھ پانی کا ایک مشکیزہ تھا، صحابہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لائے اور آپ کی اجازت سے پانی کو استعمال کیا، اگرچہ آپ نے اسی وقت اس کو پانی کی قیمت دلوا دی، تاہم صحابہ پر اس کے احسان کا یہ اثر تھا، کہ جب اُس عورت کے گاؤن کے آس پاس حملہ کرتے تھے، تو خاص اس کے

[1] اسد الغابہ تذکرۂ حضرت ام شریکؓ،

گھرانے کو چھوڑ دیتے تھے، اس پر صحابۂ کرام کی اس منت پذیری کا یہ اثر ہوا، کہ اُس نے اپنے تمام خاندان کو قبول اسلام پر آمادہ کیا اور وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے[1]،

حضرت اُم حکیم بنت الحارث رض کی شادی عکرمہ بن ابی جہل سے ہوئی تھی، وہ خود تو فتح مکہ کے دن اسلام لائین لیکن ان کے شوہر بھاگ کر یمن چلے گئے، حضرت اُم حکیم رض نے یمن کا سفر کیا، اور ان کو دعوت اسلام دی، وہ مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے تو آپ دیکھکر خوشی سے اوچھل پڑے[2]،

حضرت ابو طلحہ رض نے حالت کفر مین حضرت اُم سلیم رض سے نکاح کرنا چاہا، لیکن انھون نے کہا کہ تم کافر ہو، اور مین مسلمان، نکاح کیونکر ہو سکتا ہے؟ اگر اسلام قبول کرو تو وہی میرا مہر ہوگا، اس کے سوا تم سے کچھ نہ مانگون گی؟ چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے اور اسلام ہی ان کا مہر قرار پایا[3]،

نو مسلمون کا تکفل — ابتداے اسلام مین جو لوگ اسلام لاتے تھے، اون کو مجبوراً اپنے گھربار، اہل وعیال اور مال وجائداد سے کنارہ کش ہونا پڑتا تھا، اس بنا پر اس وقت اشاعت اسلام کے ساتھ اسلام کی سب سے بڑی خدمت یہ تھی کہ ان نو مسلمون کی کفالت کیجائے، اور صحابیات اس مین نمایان حصہ لیتی تھین، چنانچہ حضرت ام شریک رض کا گھر ان نو مسلمون کے لئے گویا مہمان خانہ بن گیا تھا، یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس رض کو ان کے یہان صرف اس بنا پر عدت بسر کرنے کی اجازت نہین دی کہ ان کے گھر مین مہمانون کی کثرت سے پردہ کا انتظام نہین ہو سکتا تھا، حضرت درہ رض بنت لہب بھی نہایت فیاض تھین، اور مسلمانون کو کھانا کھلایا کرتی تھین[5]،

خدمت مجاہدین — جس طرح صحابۂ کرام بشوق غزوات مین شریک ہوتے تھے اسی طرح صحابیات بھی خدا کی راہ مین ان سے پیچھے نہین رہنا چاہتی تھین، اون کے لئے سب سے زیادہ موزون کام زخمیون

---

[1] بخاری کتاب الغسل باب الصعید الطیب وضوء المسلم [2] موطاے امام مالک کتاب النکاح باب نکاح المشرک اذا اسلمت زوجتہ قبلہ [3] اسد الغابۃ تذکرہ حضرت زید بن سہل بن اسود [4] مسلم کتاب الطلاق باب المطلقۃ ثلاثا لا نفقۃ لہا وکتاب الفتن واشراط الساعۃ باب فی خروج الدجال [5] اصابہ تذکرہ درہ۔

کی مرہم پٹی اور مجاہدین کے آرام و آسائش کا سامان بہم پہنچاتا تھا، اور وہ اس خدمت کو نہایت خلوص اور دلسوزی سے انجام دیتی تھین، غزوۂ خیبر مین متعدد صحابیات شریک جہاد ہوئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا حال معلوم ہوا تو ناراضی کے لہجے مین پوچھا کہ تم کس کے ساتھ اور کس کی اجازت سے آئی ہو؟ بولین یا رسول اللہ! ہم اون کاتتے ہین اور اس سے خدا کی راہ مین اعانت کرتے ہین ہمارے ساتھ زخمیون کے دوا علاج کا سامان ہے لوگون کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے ہین اور ستو گھول گھول کر پلاتے ہین؛[1]

حضرت ام عطیہؓ ایک صحابیہ تھین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات لڑائیون مین شریک ہوئین، وہ مجاہدین کے اسباب کی نگرانی کرتی تھین، کھانا پکاتی تھین، مریضون کی مرہم پٹی کرتی تھین؛[2] غزوۂ احد مین خود حضرت عائشہؓ شریک تھین اور وہ اور حضرت ام سلیمؓ اپنی پیٹھ پہ مشک لاد لاد کر لاتی تھین، اور لوگون کو پانی پلاتی تھین؛[3]

حضرت ربیع بنت مسعودؓ کا بیان ہے کہ ہم سب غزوات مین شریک ہوتے تھے، پانی پلاتے تھے مجاہدین کی خدمت کرتے تھے، اور مدینہ تک زخمیون اور لاشون کو اٹھا اٹھا کر لاتے تھے؛[4]

حضرت رفیدہؓ نے مسجد نبوی مین خیمہ کھڑا کر رکھا تھا، جو لوگ زخمی ہو کر آتے تھے، وہ اسی خیمے مین ان کا علاج کرتی تھین، چنانچہ حضرت سعد بن معاذؓ غزوۂ خندق مین زخمی ہوئے تو ان کا علاج اسی خیمہ مین کیا گیا؛[5]

صحابیات کی یہ خدمات خود صحابۂ کرام کے زمانہ مین نہایت قابل قدر خیال کی جاتی تھین، اور خود خلفاء بھی ان کا لحاظ رکھتے تھے؛ چنانچہ ایک بار حضرت عمرؓ نے مدینہ کی عورتون مین چادر تقسیم فرمائی ایک عمدہ چادر رہ گئی تو کسی نے کہا کہ اپنی بی بی ام کلثوم کو دیدیجئے، بولے ام سلیط اس کی زیادہ مستحق

---

[1] ابو داؤد کتاب الجہاد باب فی المرأۃ والعبد یحذیان من الغنیمۃ [2] مسلم کتاب الجہاد باب النساء الغازیات یرضخ لہن ولا یسہم والنہی عن قتل صبیان اہل الحرب [3] مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ النساء مع الرجال [4] بخاری کتاب الجہاد باب مداواۃ النساء الجرحی [5] اصابہ تذکرہ رفیدہ

ہین، کیونکہ وہ غزوۂ اُحد مین مشک بھر بھر کر پانی لاتی تھین، اور ہم کو پلاتی تھین۔[۱]

خدماتِ مساجد صحابیات مساجد کی صفائی مین نہایت اہتمام کرتی تھین، ایک بار کسی نے مسجد نبوی مین تھوک دیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو اس قدر برہم ہوے، کہ چہرۂ مبارک سُرخ ہو گیا، ایک صحابیہ اٹھین اور اس کو مٹا دیا، اور اس جگہ خوشبو لگائی آپ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ خوب کام کیا۔[۲]

ایک صحابیہ تھین جو ہمیشہ مسجد نبوی مین جھاڑو دیا کرتی تھین، یہ ایک ایسا نیک کام تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نہایت قدر فرمائی، چنانچہ جب ان کا انتقال ہوا، تو صحابۂ کرام نے ان کو راتون رات دفن کر دیا، اور آپ کو اس کی اطلاع نہ دی، آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ مجھے کیون نہین خبر کی، بولے حضور استراحت فرما رہے تھے، ہم نے تکلیف دینا گوارا نہین کیا۔[۳]

بدعات کا استیصال بدعت مذہب کے لئے بمنزلہ گھن کے ہے، اس لئے باا ثر صحابیات ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتی تھین کہ نخلِ اسلام مین یہ گھن نہ لگنے پائے، مثلاً مسلمانون مین غلافِ کعبہ کی جو عزت و حرمت قائم ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب نیا غلاف چڑھایا جاتا ہے تو پرانا غلاف چرا چھپا کر خادمون کو کچھ دے دلا کر لے لیتے ہین، اس کو تبرک سمجھ کر لے آتے ہین، اور مکانون مین رکھتے ہین، دوستون کو بطور سوغات کے تقسیم کرتے ہین، قرآن ان مین رکھتے ہین، مسجدون مین لٹکاتے ہین، اور مریض کو اس سے ہوا دیتے ہین لیکن قرنِ اول مین یہ حالت نہ تھی، متولی کعبہ صرف یہ کرتا تھا، کہ غلاف کو زمین مین دفن کر دیتا تھا کہ وہ ناپاک انسانون کے کام کا نہ رہے، شیبہ بن عثمان نے جو اس زمانہ مین کعبہ کے کلید بردار تھے حضرت عائشہؓ سے اس واقعہ کو بیان کیا تو انھون نے سمجھ لیا، کہ یہ تعظیم غیر شرعی ہے، خدا اور رسول نے اس کا حکم نہین دیا، اور ممکن ہے کہ آیندہ اس سے سوء اعتقاد اور بدعات کا سرچشمہ پھوٹے، اس لئے

---

[۱] بخاری کتاب الجہاد باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزو [۲] نسائی کتاب الصلوٰۃ باب تخلیق المسجد [۳] سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ما جاء فی الصلوٰۃ علی القبر

شیبہ سے کہا کہ "یہ تو اچھی بات نہین، تم بُرا کرتے ہو جب غلاف کعبہ سے اتر گیا اور کسی نے اس کو ناپاکی کی حالت مین استعمال بھی کر لیا تو کوئی مضائقہ نہین، تم کو چاہیئے کہ اس کو بیچ ڈالا کرو، اور اس کی قیمت غریبون اور مسافرون کو دے دیا کرو"[1]

احتساب

جو چیز مذہب و اخلاق کو صحیح اصول پر قائم رکھتی ہے، شریعت کی اصطلاح مین اس کا نام احتساب ہے، اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تین درجے مقرر فرما دیئے ہین،

من رای منکم منکرا فلیغیر	تم سے جو شخص کسی بُرائی کو دیکھے، اس کو
بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ	اپنے ہاتھ سے مٹا دے، اگر اوس مین اس
فان لم یستطع فبقلبہ وذالک	کی طاقت نہین ہے، تو زبان سے اس کا
اضعف الایمان،	انکار کرے، اور اگر یہ بھی نہین کر سکتا
	تو دل سے اس کو برا سمجھے، اور یہ ایمان
(مسلم)	کا ضعیف ترین درجہ ہے،

اور بااثر صحابیات نے پہلے دونون طریقون سے اس مذہبی خدمت کو انجام دیا ہے، ایک دفعہ حضرت عائشہؓ ایک گھر مین مہمان اترین، میزبان کی دو لڑکیون کو جو جوان ہو چلی تھین دیکھا کہ بے چادر اوڑھے نماز پڑھ رہی ہین، تاکید کی، کہ آیندہ کوئی لڑکی بے چادر اوڑھے ہوئے نماز نہ پڑھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا ہے[2]

ایک دفعہ ان کے بھائی عبد الرحمن بن ابی بکر ان کے پاس آئے اور معمولی طور پر جھٹ پٹ وضو کر کے چلے، حضرت عائشہؓ نے ٹوکا کہ عبد الرحمن وضو اچھی طرح کیا کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے کہتے ہوئے سنا ہو کہ وضو مین جو عضو نہ بھیگے، اس پر جہنم کی پھٹکار ہو[3]

---

[1] عین الاصابہ بحوالہ سنن بیہقی [2] مسند جلد ۶ ص ۹۶ [3] ایضاً صفحہ ۲۸۵،

ایک بار انھون نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کی چادر مین صلیب کے نقش و نگار بنے ہوے ہین دیکھنے کے ساتھ ڈانٹا، کہ یہ چادر اتار دو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے کپڑوں کو دیکھتے تھے تو پھاڑ ڈالتے تھے۔[1]

ایک بار ان کی بھتیجی حفصہ بنت عبدالرحمن نہایت باریک ڈوپٹہ اوڑھکر سامنے آئین، دیکھنے کے ساتھ ہی غصہ سے ڈوپٹہ کو چاک کر دیا، پھر فرمایا، تم نہین جانتین کہ سورۂ نور مین خدا نے کیا احکام نازل فرمائے ہین اس کے بعد گاڑھے کا دوسرا ڈوپٹہ منگوا کر اوڑھایا۔[2]

اخلاقی خدمات

نرد بازی کی روک ٹوک

فتوحاتِ عجم کے بعد عرب مین نرد بازی، شطرنج بازی اور مرغ بازی وغیرہ کا رواج ہوا، تو صحابیات نے اس پر شدت کے ساتھ دار وگیر کی، چنانچہ حضرت عائشہ رض کے گھر مین کچھ کرایہ دار رہتے تھے، ان کی نسبت ان کو معلوم ہوا کہ وہ نرد کھیلتے ہین، تو سخت برافروختہ ہوئین، اور کہلا بھیجا کہ اگر نرد کی گوٹیون کو میرے گھر سے باہر نہ پھینک دوگے، تو مین اپنے گھر سے نکلوا دون گی،[3]

شراب خواری کی روک ٹوک

فتح عجم کے بعد اہل عرب شراب کے جدید اقسام و نام سے آشنا ہوے، جن مین ایک باذق تھا، (یعنی بادہ) چونکہ عربی مین شراب کو خمر کہتے ہین، اور اس کا اطلاق صرف انگوری شراب پر ہوتا ہے، اس بنا پر لوگون کو شبہہ تھا کہ ان شرابون کا کیا حکم ہے؟ لیکن حضرت عائشہ رض نے اپنی مجلس مین بالاعلان کہدیا کہ شراب کے برتنون مین چھوارے تک نہ بھگوئے جائین، پھر عورتون کی طرف خطاب کر کے کہا اگر تمھارے مشکون کے پانی سے بھی نشہ آئے، تو وہ بھی حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر منشی چیز سے منع فرمایا ہے۔[4]

---

[1] مسند جلد ۶ ص ۱۴۰ [2] موطا امام مالک کتاب اللباس [3] ادب المفرد باب الادب واخراج الذین یلعبون بالنرد
[4] سنن نسائی کتاب الخمر،

مصنوعی بال لگانے کی ممانعت قدیم زمانہ میں یہودیہ عورتوں میں جو بداخلاقیاں پھیل گئی تھیں ان میں ایک یہ تھی، کہ جن عورتوں کے بال جھڑ جاتے تھے، وہ مصنوعی بال لگا لیتی تھیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان عورتوں کو اس کی ممانعت فرمادی تھی، آپکے بعد جب مسلمان عورتوں نے بھی یہی روش اختیار کی تو صحابیات نے اس پر شدت سے روک ٹوک کی، چنانچہ ایک دفعہ کسی عورت نے حضرت عائشہ رضؓ سے کہا کہ میری بیٹی دولھن بنی ہے لیکن بیماری سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں، کیا مصنوعی بال جوڑ دوں؟ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے[1]

علمی خدمات

علم تفسیر قرآن مجید ایک ایسی مقدس اور ایک ایسی بزرگ ترین کتاب ہے، کہ اگر اسکی ایک آیت بھی کسی کی شان میں نازل ہوجائے، تو وہ اس کے شرف کے لئے کافی ہے، چنانچہ حضرت زینب رضؓ کے نکاح کے متعلق قرآن مجید کی جو آیت نازل ہوئی تھی، اس پر وہ فخر کیا کرتی تھیں،

ایک سفر میں حضرت عائشہ رضؓ کا ایک ہار گم ہوگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش میں چند صحابہ کو بھیجا، وہ اس کی تلاش میں نکلے، تو راستے میں نماز کا وقت آگیا، اور لوگوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھی، واپس آئے تو آپ سے اس کی شکایت کی، اس پر آیت تیمم نازل ہوئی، حضرت اسید بن حضیر نے اس کو حضرت عائشہ رضؓ کی بڑی فضیلت سمجھا، اور ان کی طرف مخاطب ہو کر کہا،

جزاک اللہ خیرا فو اللہ	خدا تم کو جزائے خیر دے تم کو کوئی ایسا حادثہ
ما نزل بک امر قط الا جعل اللہ	پیش نہیں آیا جس سے خدا نے تمہارے نکلنے کا
لک منہ مخرجا وجعل للمسلمین فیہ برکۃ[2]	راستہ نہیں بتایا اور مسلمانوں کے لئے وہ ایک برکت بن گیا

[1] مسند جلد ۶ ص ۱۱۱ [2] بخاری کتاب النکاح، باب استعارۃ الثیاب للعروس وغیرہا،

حضرت عبادہ بن صامتؓ کی بی بی حضرت خولہؓ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تھی،

قد سمع اللہ قول التی تجادلک، خدانے اُس عورت کی بات سن لی جو تم سے جھگڑ رہی تھی۔

اور اس نے اُن کے رتبے کو اس قدر بلند کر دیا تھا کہ ایک بار حضرت عمرؓ مسجد سے آرہے تھے، راہ مین ان سے ملاقات ہوگئی، اور انھون نے ان کو سلام کیا، بولین اے عمر مین نے تمھارا وہ زمانہ دیکھا ہے، جب تم کو لوگ بازار عکاظ مین عمر کہتے تھے، اور اب تو تمھارا لقب امیر المومنین ہے، پس رعایا کے معاملے مین خدا سے ڈرو، اور یقین کرو کہ جو شخص عذاب الٰہی سے ڈریگا، اس پر بعید قریب ہوجائے گا، اور جو موت سے ڈریگا اس کو فوت ہوجانے کا خوف لگا رہے گا" ایک شخص جو ساتھ مین تھے، بولے بی بی تم نے تو امیر المومنینؓ کو بہت کچھ کہڈالا، لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا، جانے دو یہ خولہ بنت حکیم ہین، اور عبادہ بن صامت کی بی بی ہین، اللہ تعالیٰ نے سات آسمان کے اوپر سے ان کی بات سُن لی تھی، پھر عمر کو تو اور سننا چاہیئے"[1]

لیکن جس کتاب کی ایک آیت بھی انسانی شرف وعزت کے لئے کافی ہے، اُس کا ایک خاص حصہ صحابیات کے متعلق نازل ہوا ہے، یعنی ایک مستقل سورہ (نسار) خاص طور پر صحابیات کے احکام و معاملات کے متعلق نازل ہوئی ہے، سورۂ نور کی متعدد آیتین بھی انھی کے ساتھ مخصوص ہین، ان کے علاوہ اور بھی متعدد آیتین اُن کی شان مین نازل ہوئی ہین، اس بنا پر اگرچہ ان آیتون اور ان سورتون کے شان نزول، اور ان کی تفسیر سے اکثر صحابیات کو تعلق ہے، تاہم عام طور پر تفسیر کے جو معنی سمجھے جاتے ہین، اور جس معنی کے رو سے ایک شخص مُفسّر کہا جاسکتا ہے، اس کے لحاظ سے تمام صحابیات مین صرف حضرت عائشہؓ علم تفسیر مین اکابر صحابہ کی ہمسر ہین، اور انھون نے نہایت دقیق آیتون کی تفسیرین کی ہین اُن سے احادیث کی کتابون مین جو تفسیری روایتین مذکور ہین، ان کی دو قسمین ہین، ایک وہ آیتین ہین

---

[1] اصابہ تذکرہ خولہ،

جن کے متعلق اُن کے دل مین کوئی بات کھٹکی ہے، اور انھون نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسا فرمایا ہے، اور آپ نے اُن کی تفسیر کی ہے، مثلاً ایک دفعہ آپ نے بیان فرمایا، کہ من حوسب عذب قیامت مین جس کا حساب ہوا، اس پر عذاب ہو گیا، حضرت عائشہؓ نے عرض کی یارسول اللہ خدا تو فرماتا ہے،

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا، — اور اس سے آسان حساب لیا جائے گا،

آپ نے فرمایا "یہ اعمال کی پیشی ہے، لیکن جس کے اعمال مین جرح وقدح شروع ہوئی، وہ تو برباد ہی ہوا،

ایک دفعہ انھون نے پوچھا یارسول اللہ خدا فرماتا ہے،

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ، — جس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائیگی، اور آسمان بھی بدل دیا جائے گا، اور تمام مخلوق خدائے واحد قہار کے روبرو ہو جائیگی

ایک دوسری روایت مین ہے، کہ یہ آیت پڑھی،

وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ، — تمام زمین اس کی مٹھی مین ہو گی، اور آسمان اس کے ہاتھ مین لپٹے ہون گے،

لیکن جب زمین وآسمان کچھ نہ ہوگا تو لوگ کہان ہون گے، آپنے فرمایا، صراط پر،

قرآن مجید کی ایک آیت ہے،

الَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ، — جو لوگ جو کام کرتے ہین خوف زدہ دل سے کرتے ہین، وہ اپنے خدا کی طرف رجوع کرین گے،

؎ ماخوذ از سیرت عائشہؓ، سیرت عائشہؓ مین ان تفسیرون کے حوالے بھی مذکور ہین،

حضرت عائشہ رضؓ کو شک تھا، کہ جو چور ہے، بدکار ہے، شرابی ہے، لیکن خدا سے ڈرتا ہے، کیا وہ بھی اس سے مراد ہے، آپ نے فرمایا نہیں، عائشہ رضؓ اس سے وہ مراد ہے، جو نمازی ہے، روزہ دار ہے، زکوٰۃ دیتا ہے، اور پھر خدا سے ڈرتا ہے، دوسری وہ آیتین ہین، جن کے متعلق دوسرون کے دل مین کوئی شبہہ پیدا ہوا ہے، اور انھون نے حضرت عائشہ رضؓ سے اُن کے متعلق سوال کیا ہے، جس کا انھون نے نہایت خوبی کے ساتھ ازالہ کیا ہے، مثلاً:۔

(۱) اعمالِ حج مین سے ایک کوہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا بھی ہے، قرآن مجید مین اس کے متعلق حسب ذیل الفاظ ہین،

انّ الصفا والمروۃ من شعائر اللہ	صفا اور مروہ کی پہاڑیان شعائر الٰہی مین سے
فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح	ہین، پس جو خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے، کچھ مضائقہ
علیہ ان یطوف بھما،	نہین اگر وہ ان کا بھی طواف کرے،

عروہ نے کہا خالہ جان! اس کے تو یہ معنی ہین کہ اگر کوئی طواف نہ کرے، تو بھی کچھ حرج نہین فرمایا بھانجے تم نے ٹھیک نہین کہا، اگر آیت کا مطلب وہ ہوتا جو تم سمجھے ہو تو خدا یون فرماتا، لا جناح اَن لا یطوف بھما، اگر ان کا طواف نہ کرو تو کچھ حرج نہین، اصل مین یہ آیت انصار کی شان مین نازل ہوئی ہے، اوس و خزرج اسلام سے پہلے منات کی جے پکارا کرتے تھے، منات مشلل مین نصب تھا اس لئے صفا اور مروہ کے طواف کو وہ بُرا جانتے تھے، اسلام لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم لوگ پہلے ایسا کرتے تھے اب کیا حکم ہے، اس پر خدا نے ارشاد فرمایا کہ صفا اور مروہ کا طواف کرو، اس مین کوئی مضائقہ کی بات نہین،

ابوبکر بن عبدالرحمٰن ایک محدث تھے، ان کو حضرت عائشہ رضؓ کی یہ تقریر معلوم ہوئی تو انھون نے کہا علم اس کو کہتے ہین!!

(۲) قرآن مجید کی ایک آیت ہے،

حتی اذا استایئس الرُسل وظنوا	یہان تک کہ جب پیغمبر ناامید ہوگئے اور ان کو خیال
انّھُم قد کذبوا جاءَ ھم نصرنا	ہوا کہ وہ جھوٹ بولے گو تو ہماری مدد آگئی۔

عروہ نے پوچھا (کذبوا (جھوٹ بولے گئے یعنی اس سے جھوٹ وعدہ کیا گیا) یا کذبوا (وہ جھٹلائے گئے) فرمایا کذبوا (جھٹلائے گئے) عروہ نے کہا اس کا تو اُن کو یقین ہی تھا کہ وہ جھٹلائے گئے، اوران کی قوم نے ان کی نبوت کی تکذیب کی، یہ ظن اورخیال تو نہ تھا، اس لئے کذبوا (اُن سے جھوٹ وعدہ کیا گیا) صحیح ہے، بولین معاذ اللہ پیغمبران الٰہی خدا کی نسبت یہ گمان نہین کرسکتے کہ اس نے ان سے امداد ونصرت کا جھوٹ وعدہ کیا، عروہ نے پوچھا کہ پھر آیت کا مطلب کیا ہے، فرمایا کہ یہ پیغمبرون کے پیرون کے متعلق ہے کہ جب انھون نے ایمان قبول کیا، اور نبوت کی تصدیق کی، اوران کی قوم نے ان کو ستایا، اور مدد الٰہی مین ان کو تاخیر نظر آئی، یہان تک کہ پیغمبر اپنی قوم کے منکرین کے ایمان سے ناامید ہوگئے، تو ان کو خیال ہوا کہ شاید اس تاخیر کے سبب سے مومنین بھی ہماری تکذیب نہ کردین کہ دفعتہً خدا کی مدد آگئی،

(۳) جس آیت پاک مین چار بیویون تک کی اجازت دیگئی ہے، اس کے الفاظ یہ ہین :-

وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامیٰ	اگر تمھین ڈر ہو کہ یتیمون کے بارے مین تم انصاف
فانکحوا ما طاب لکم من النساء	نہ کرسکوگے تو عورتون مین سے دو دو تین تین
مثنیٰ وثلاث ورباع، (نساء)	چار چار سے نکاح کرلو،

بظاہر آیت کے پہلے اور پچھلے ٹکڑون مین باہم ربط نہین معلوم ہوتا یتیمون کے حقوق مین عدم انصاف اور چار نکاح کی اجازت مین باہم کیا تعلق ہے، چنانچہ ایک شاگرد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اس اشکال کو پیش کیا تو فرمایا کہ آیت کا شان نزول یہ ہے کہ بعض لوگ یتیم لڑکیون

کے ولی ہو جاتے ہین، اُن سے موروثی رشتہ داری ہوتی ہے، وہ اپنی ولایت کے زور سے چاہتے ہین کہ اُن سے نکاح کر کے اُن کی جائداد پر قبضہ کر لین، اور چونکہ ان کی طرف سے کوئی بولنے والا نہیں ہوتا، اس لئے مجبور پا کر اس کو ہر طرح دباتے ہین، خداے پاک، انہی لوگون کو خطاب کرتا ہے، کہ اگر تم ان یتیم لڑکیون کے معاملے مین انصاف سے پیش نہ آسکو تو اُن کے علاوہ اور عورتون سے دو دو تین، چار، نکاح کر لو، مگر اُن کو نکاح کر کے اپنے قابو مین نہ لے آؤ،

(۴) اسی سورہ مین ایک اور آیت ہے:-

یستفتونک فی النساء قل اللہ	ان لڑکیون کی نسبت لوگ تجھ سے پوچھتے ہین،
یفتیکم فیھن وما یتلی علیکم فی	کہدے کہ خدا ان کے حق مین فیصلہ کرتا ہے،
الکتاب فی یتامی النساء التی	اس کتاب مین (قرآن) جو کچھ تم لوگون کو
لا تؤتونھن ما کتب لھن و	پڑھ کر سُنایا گیا ہے، ان یتیم لڑکیون
ترغبون ان تنکحوھن،	کی نسبت جن کو نہ تو تم ان کے مقررہ
	حقوق دیتے ہو، اور نہ خود اُن سے
(لنساء)	نکاح کرنا چاہتے ہو،

اُسی سائل نے اس کے بعد اس آیت کا مطلب دریافت کیا، تو فرمایا کہ اس آیت مین یہ جو ارشاد ہوا ہے، کہ قرآن مین پہلے جو کچھ اُن کے بارے مین پڑھ کر سُنایا گیا ہے اس سے وہی پہلی آیت مراد ہے، یہ حکم اُن اولیا سے متعلق ہے، جو یتیم لڑکیون کو نہ خود اپنے نکاح مین لاتے ہین کہ وہ حسن سے محروم ہین، اور نہ دوسرون سے ان کا نکاح کر دینا پسند کرتے کہ جائداد مشترکہ کے ہاتھ سے نکل جانے کا خوف ہے،

(۵) اس آیت کے مطلب مین لوگون کو اختلاف ہے،

من کان غنیا فلیستعفف — جو تونگر ہو اس کو اس سے بچنا چاہئے اور

ومن کان فقیرا فلیاکل بالمعروف — جو تنگدست ہو، وہ قاعدے کے مطابق

(نساء) — اس سے لے لے،

یہ آیت اولیاے یتامیٰ کی شان مین ہے، کہ وہ اگر محتاج ہون تو یتیمون کے مال مین سے لیکر کھا سکتے ہین، لیکن حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، کہ یہ اجازت حسب ذیل آیت سے منسوخ ہے،

ان الذین یاکلون اموال الیتمیٰ ظلما — جو لوگ ظلم کرکے یتیمون کا مال کھاتے ہین،

انما یاکلون فی بطونھم نارا، — وہ اپنے پیٹ مین آگ کھاتے ہین،

لیکن اس آیت مین تو یہ سزا ان لوگون کے لئے بیان کی گئی ہے، جو ظلم کرکے یتیمون کا مال کھاتے ہین، حضرت عائشہؓ فرماتی ہین، کہ جس آیت مین کھانے کی اجازت ہے، وہ ان لوگون کے لئے ہے جو یتیمون کی جائداد کی دیکھ بھال کرتے ہین، ان کا کاروبار سنبھالتے ہین، اگر ولی صاحب استطاعت ہو تو اس کو اس خدمت کا معاوضہ نہ لینا چاہئے، اور اگر وہ مفلس اور تنگدست ہے، تو قاعدے کے مطابق حسب حیثیت لے سکتا ہے، اس تفسیر کی بنا پر دونون آیتون مین کوئی تخالف نہین ہے،

(۲) عورت کو اگر اپنے شوہر سے شکایت ہو تو اس موقع کی آیت ہے،

وان امرأۃ خافت من بعلھا نشوزا — اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے

او اعراضا فلا جناح علیھما ان — ناراضمندی اور اعراض کا خوف ہو تو اس

یصلحا بینھما صلحا والصلح — مین کوئی مضائقہ نہین کہ دونون آپس

خیر (النساء) — مین صلح کرلین اور صلح تو ہر حال مین بہتر ہے،

لیکن دفع ناراضی کے لئے صلح کرنا تو ایک عام بات ہے، اس کے لئے خداے پاک کو اس خاص

حکم کے نازل کرنے کی کیا حاجت تھی؟ حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ یہ آیت اوس عورت کی شان مین ہے جس کا شوہر اس کے پاس نہ زیادہ آتا جاتا نہین، یا بیوی سن سے اتر گئی ہے، اور شوہر کی خدمتگذاری کے قابل نہین رہی ہے، زن وشوئی کے باہمی فرائض انجام دینا ایک فرض دینی ہے لیکن اس خاص حالت مین اگر بیوی طلاق لینا پسند نہ کرے اور اپنے عام حقوق سے شوہر کو سبکدوش کردے تو یہ باہمی مصالحت بُری نہین، بلکہ قطعی علیحدگی سے بہتر ہے،

ان آیات کے علاوہ حضرت عائشہؓ سے اور آیتون کی تفسیرین بھی مروی ہین لیکن ہم نے جن آیتون کی تفسیرین درج کی ہین، ان سے دقتِ نظری کے علاوہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے، کہ جو آیتین عورتون کے نکاح وطلاق کے معاملات سے تعلق رکھتی ہین، اُن کا مطلب اُنھون نے کس قدر صحیح سمجھا ہے، اور کس طرح ان کو یاد رکھا ہے، اور سچ تو یہ ہے کہ اگر عورتین اپنے حقوق کا تحفظ کرنا چاہتی ہین، تو ان کو قرآن وحدیث کی صحیح تعلیم کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کرنی چاہیے،

علم اسرار الدین

علم اسرار الدین اوس علم کو کہتے ہین جس مین احکام شریعت کے علل واسباب اور ان کے حکم ومصالح بیان کئے جاتے ہین، اور یہ علم اس قدر دقیقہ سنجی پر مبنی ہے، کہ صرف چند فقہاے صحابہ یعنی حضرت عمرؓ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت زیدؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ نے اس کے اصول وقواعد ممہد کئے ہین، باقی اس فن مین اور صحابہ کی مساعی جمیلہ کا حصہ بہت کم شامل ہے، بالخصوص اس مین صحابیات کے کارنامے تو بالکل نظر نہین آتے، لیکن تنہا حضرت عائشہؓ نے شریعت کے جن رموز واسرار کی گرہ کشائی کردی ہے، وہ صحابیات کی اس کمی کو پورا کردیتی ہے، بلکہ اس فن مین خود صحابہ سے بھی ان کا پلہ بھاری نظر آتا ہے، اور صحابہ سے اس علم کے متفرق مسائل احادیث کی کتابون مین مذکور ہین، لیکن حضرت عائشہؓ کے مسائل کی تعداد اُن سے کئی گنا زیادہ ہے، اور انھون نے مذکورہ بالا صحابہ سے بہت زیادہ شریعت کے اسرار ومصالح کی پردہ دری کی ہے اور بکثرت

مسائل کے علل و اسباب بیان کئے ہیں[1] مثلاً عہد نبوت میں عورتوں کی اخلاقی حالت چونکہ قابلِ اعتماد تھی، اس لئے ان کو حضور صلوٰۃ اور شرکتِ جماعت کی اجازت تھی لیکن جب اخیر زمانہ میں عورتوں کے نظام اخلاق میں انحطاط پیدا ہوگیا، تو حضرت عائشہ رضؓ نے صاف صاف کہدیا،

لو ادرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	عورتوں نے اپنی حالت میں جو تغیرات پیدا
ما احدث النساء لمنعھن	کرلئے ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو
المساجد کما منعہ لنساء	دیکھتے تو ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے جیسا کہ
بنی اسرائیل[2]	بنو اسرائیل کی عورتیں روک دی گئیں،

قرآن مجید کی مکی اور مدنی سورتوں میں متعدد فروق و امتیازات ہیں، مثلاً جو سورتیں مکہ میں نازل ہوئیں، ان میں زیادہ تر عقائد اور وقائع اُخروی کا ذکر ہے، اور مدنی سورتوں میں بتدریج اوامر و نواہی کا مطالبہ کیا گیا ہے، کیونکہ اسلام ایک جاہل قوم میں آیا، اس لئے اس کو پہلے خطیبانہ اور واعظانہ طریقہ سے جنت اور دوزخ کا حال سنایا گیا، جب اس سے لوگ متاثر ہوچکے تو اسلام کے احکام و قوانین اور اوامر و نواہی نازل ہوئے، اگر زنا و شراب خواری وغیرہ سے اجتناب کا پہلے ہی دن مطالبہ کیا جاتا، تو دفعۃً کون اس نامانوس آواز کو سنتا؟ اس قسم کے امتیازات و فروق کے دریافت کرنے پر یورپ کے علماء مستشرقین کو بڑا ناز ہے، لیکن حضرت عائشہ رضؓ نے پہلے ہی دن اس راز کو فاش کردیا تھا، صحیح بخاری میں اُن سے مروی ہے

انما نزل اول ما نزل منہ سورۃ	قرآن کی سب سے پہلی سورہ جو نازل ہوئی وہ
من المفصل فیھا ذکر الجنۃ والنار	مفصل کی سورہ ہے جس میں جنت و دوزخ
حتی اذا ثاب الناس الی الاسلام	کا ذکر ہے یہاں تک کہ جب لوگ اسلام کی طرف

[1] ماخوذ از سیرت عائشہ رضؓ [2] ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی خروج النساء الی المسجد والتشدید فی ذالک۔

ثم نزل الحرام والحلال لو نزل
اول شئی لا تشربوا الخمر لقالوا
لا ندع الخمر ابداً ولو نزل لا
تزنوا لقالوا لا ندع الزنا ابداً
لقد نزل بمکة وانا جارية العب
بل الساعة موعدهم والساعة
ادهی وامر وما نزلت سورة البقرة و
النساء الا وانا عنده (باب تالیف القرآن)

نازل ہوئے تو پھر حلال وحرام اترا، اگر پہلے یہ
اترتا کہ شراب مت پیو تو لوگ کہتے کہ ہم ہرگز
شراب نہ چھوڑینگے، اور اگر یہ اترتا کہ زنا
نہ کرو تو کہتے کہ ہم ہرگز زنا نہ چھوڑینگے مکہ
مین جب مین کھیلتی تھی تو یہ اترا کہ ان کے وعدہ
کا دن قیامت ہے اور قیامت نہایت سخت
اور نہایت تلخ چیز ہے، سورۂ بقرہ اور سورۂ
نساء جب اترین تو مین آپ کی خدمت مین تھی

اسلام کے ظہور سے پہلے مدینہ مین قبائل باہم خانہ جنگیون مین مصروف تھے، جن مین ان کے اکثر ارباب ادعا جو اپنے اقتدار کے تحفظ کے لئے ہر نئی تحریک کی کامیابی مین رکاوٹ پیدا کرتے ہین، قتل ہو گئے، انصار ان لڑائیون سے اس قدر چور ہو گئے تھے، کہ اسلام آیا تو سب نے اس کو اپنے لئے رحمت سمجھا، چونکہ ارباب ادعا کا طبقہ مفقود ہو چکا تھا، اس لئے اُن کی راہ مین کسی نے موانع نہین پیدا کئے، اس طریقہ سے خدائے پاک نے ہجرت سے پہلے ہی مدینہ مین اسلام کی ترقی کے راستے صاف کر دئیے تھے، یورپ کے فلسفۂ تاریخ نے آج اس نکتہ کو حل کیا ہے لیکن حضرت عائشہ رض نے اُن سے پہلے ہم کو بتا دیا تھا،

کان یوم بعاث یوماً قدمه الله لرسوله
صلی الله علیه وسلم فقدم رسول الله صلی الله علیه وسلم
وقد افترق ملؤهم وقتلت سرواتهم
وجرحوا فقدمه الله لرسوله

جنگ بعاث وہ واقعہ تھا جس کو خدا نے اپنے
رسول کے لئے پہلے ہی سے پیدا کر دیا تھا،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین آئے تو انصار
کی جمعیت منتشر ہو گئی تھی، اور ان کے سردار مارے

فی دخولہم الاسلام، | جا چکے تھے اس لئے خدا نے اپنے رسول کیلئے
ان کے حلقۂ اسلام مین داخل ہونے کے لئے
(بخاری باب القسامہ فی الجاہلیہ) | یہ واقعہ پہلے ہی سے مہیا کر دیا تھا،

جن نمازون مین چار رکعتین ہوتی ہین، قصر کی حالت مین ان کی صرف دو رکعتین ادا کیجاتی ہین،
بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ چار مین سے دو سہولت کی خاطر ساقط کر دی گئی ہین لیکن حضرت عائشہ رض اس
کی وجہ یہ بتاتی ہین،

فرضت الصلوٰۃ رکعتین ثم ہاجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ففرضت اربعا و ترکت صلوٰۃ السفر علی الاول، (بخاری باب ہجرت)
مکہ مین دو رکعتین نماز فرض تھین، جب آپ نے ہجرت فرمائی، تو چار فرض کی گئین، اور سفر کی نماز اپنی قدیم حالت پر چھوڑ دی گئی،

عبادت کا تو خدا نے ہر وقت حکم دیا ہے، لیکن احادیث مین حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ نماز عصر اور نماز فجر کے بعد کوئی نماز یعنی نفل و سنت بھی جائز نہین، اس لئے بظاہر اس ممانعت کی کوئی وجہ نظر نہین آتی لیکن حضرت عائشہ رض اس کی وجہ یہ بیان فرماتی ہین،

وھم عمر انما نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصلوٰۃ ان یتحری طلوع الشمس وغروبہا، (مسند احمد جلد ۶ ص ۱۲۴)
عمر کو وہم ہوا، آپ نے صرف اس طرح نماز سے منع فرمایا ہے، کہ کوئی شخص آفتاب کے طلوع یا غروب کے وقت کو تاک کر نماز نہ پڑھے،

یعنی آفتاب پرستی کا شبہہ نہ ہو، آفتاب پرستون کے ساتھ وقت عبادت مین تشابہ نہ ہو،

احادیث مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نفل پڑھتے تھے، اس بنا پر لوگ بغیر کسی عذر کے بھی بیٹھ کر نفل پڑھنا مستحب سمجھتے ہین، ایک شخص نے حضرت عائشہ رض سے دریافت کیا کہ کیا آپ بیٹھکر نماز پڑھتے تھے؟ جواب دیا،

حین حطمہ الناس،
یہ اس وقت تھا جب لوگون نے آپ کو توڑ

(ابو داؤد باب صلوٰۃ القاعد)
دیا، یعنی آپ کمزور ہو گئے،

ابو داؤد اور مسلم مین اُن سے اس قسم کی اور روایتین بھی مروی ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کبرسنی اور ضعف کی وجہ سے ایسا کرتے تھے،

ہجرت کے بعد جب نمازون مین دو رکعتون کے بجائے چار رکعتین ہو گئین، تو مغرب مین یہ اضافہ کیون نہین کیا گیا ؟ حضرت عائشہ رض اس کا یہ جواب دیتی ہین،

فانہا وتر النہار،
مغرب مین اضافہ نہ ہوا کیونکہ وہ دن

(مسند جلد ۶ صـ۲۴۱)
کی وتر ہے،

یعنی جس طرح رات کی نمازون مین تین رکعتین وتر کی ہین، اسی طرح دن کی نمازون مین وتر کی یہ تین رکعتین ہین،

نماز فجر مین تو اطمینان زیادہ ہوتا ہے، اس لئے اوس مین رکعتین اور زیادہ ہونی چاہئین لیکن اور نمازون سے کم ہین، حضرت عائشہ رض اس کی وجہ یہ بیان فرماتی ہین،

وصلوٰۃ الفجر لطول قراتہا،
نماز فجر مین رکعات کا اضافہ اس لئے نہین

(مسند جلد ۶ صـ۲۴۱)
ہوا کہ دونون رکعتون مین لمبی سورتین پڑھی جاتی ہین،

یعنی رکعتون کی کمی کو طول قرات نے پورا کر دیا،

اہل جاہلیت عاشورا کا روزہ رکھتے تھے، اور وہ فرضیت صوم سے پہلے اسلام مین بھی واجب تھا، حضرت عبداللہ بن عمر رض سے اسی قسم کی روایت احادیث مین مذکور ہے لیکن وہ نہین بیان کرتے کہ جاہلیت مین اس دن کیون روزہ رکھا جاتا تھا لیکن حضرت عائشہ رض اس کا سبب یہ بیان فرماتی ہین،

کانوا یصومون یوم عاشوراء
اہل عرب رمضان کی فرضیت سے پہلے عاشورا

قبل ان یفوض رمضان وکان — کے دن کا روزہ رکھتے تھے، کیونکہ اس روز

یوم تستر فیہ الکعبہ (مسند احمد جلد ۶ ص ۲۴۴) — کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا،

باوجودیکہ آپ ہمیشہ تہجد پڑھتے تھے، لیکن رمضان کے پورے مہینے مین آپ نے تراویح نہین پڑھی، حضرت عائشہؓ اس کی یہ وجہ بیان فرماتی ہین، کہ پہلے دن جب آپ نے مسجد مین نماز تراویح ادا فرمائی تو کچھ اور لوگ بھی شریک ہوگئے، دوسرے دن اور زیادہ مجمع ہوا، تیسرے دن اور بھی لوگ جمع ہوئے، چوتھے دن اتنا مجمع ہوا کہ مسجد مین جگہ نہ رہی، لیکن آپ باہر تشریف لائے، اور لوگ مایوس ہوکر چلے گئے، صبح کو آپنے لوگون سے فرمایا،

امابعد فانہ لم یخف علی شانکم — رات تمھاری حالت مجھ سے پوشیدہ نہ تھی،

اللیلۃ ولکنی خشیت ان تفرض — لیکن مجھے ڈر ہوا، کہ کہین تم پر تراویح فرض

علیکم صلاۃ اللیل فتعجزوا، — نہ ہوجائے، اور تم اس کے ادا کرنے سے قاصر ہو

حج کے بعض ارکان مثلاً طواف کرنا، بعض مقامات مین دوڑنا، کہین کھڑا ہونا، کہین کنکری پھینکنا بظاہر فعل عبث معلوم ہوتے ہین، لیکن حضرت عائشہؓ فرماتی ہین،

انما جعل الطواف بالبیت وبالصفا — خانۂ کعبہ، صفا، اور مروہ کا طواف کنکریان

والمروۃ ورمی الجمار لاقامۃ ذکر — پھینکنا تو صرف خدا کی یاد کرنے کے لئے ہے

اللہ عزوجل، (مسند احمد جلد ۶ ص ۶۴)

قرآن مجید کے اشارات سے بھی معلوم ہوتا ہے، کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ مین یہ بھی ایک طرز عبادت تھا، چونکہ حج یادگار ابراہیمی ہے، اس لئے وہی طرز عبادت قائم رکھا گیا،

مکہ معظمہ کے پاس محصب نام ایک وادی ہے جس مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام حج مین قیام فرمایا تھا، اور آپ کے بعد خلفائے راشدین بھی اس مین قیام فرماتے رہے، اس بنا پر

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس کو سنن حج مین شمار کرتے تھے لیکن حضرت عائشہؓ اس کو سنت نہین سمجھتی تھین، اور آپ کے قیام کی یہ وجہ بیان فرماتی تھین،

انما نزله رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لانه کان منزلا اسمح لخروجه،

آپ نے یہان صرف اس لئے قیام کیا تھا کہ یہان سے چلنے مین آسانی ہوتی تھی،

حضرت ابن عباسؓ اور ابو رافعؓ بھی اس مسئلہ مین حضرت عائشہؓ کے ہمزبان ہین،[1]

ایک دفعہ آپ نے حکم دیا تھا کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ رکھا جائے، بہت سے صحابہ اس حکم کو دائمی سمجھتے تھے لیکن متعدد صحابہ کے نزدیک یہ حکم وقتی تھا، حضرت عائشہؓ بھی ان ہی لوگون مین ہین، اور اس وقتی حکم کا سبب یہ بتاتی ہین،

لا ولکن لم یکن یضحی منهم الا قلیل ففعل ذلك لیطعم من ضحی من لم یضح، (مسند جلد ۶ ص ۱۰۲)

یہ نہین ہے کہ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد حرام ہو جاتا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ مین کم لوگ قربانی کر سکتے تھے اس لئے یہ حکم دیا کہ جو لوگ قربانی کرین وہ ان لوگون کو کھلائین جنھون نے قربانی نہین کی ہے،

حضرت عائشہؓ کی یہی حدیث امام مسلم نے ایک خبر کی صورت مین بیان کی ہے یعنی یہ کہ ایک سال مدینہ کے آس پاس دیہاتون مین قحط پڑا، اس سال آپ نے یہ حکم دیا، اور دوسرے سال جب قحط نہین رہا، تو اس کو منسوخ فرما دیا، حضرت سلمہؓ بن اکوع سے بھی اسی قسم کی روایت ہے،[2]

کعبہ کے ایک طرف کی دیوار کے بعد کچھ جگہ چھوٹی ہوئی ہے، جس کو حطیم کہتے ہین، اور طواف مین اس کو بھی اندر داخل کر لیتے ہین، لیکن ہر شخص کے دل مین یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے، کہ جو حصہ کعبہ کے

---

[1] مسلم استحباب النزول بالمحصب و مسند جلد ۶ ص ۱۹۰ [2] مسلم کتاب الذبائح،

اندر داخل نہین اس کو طواف مین کیون شامل کرتے ہین؟ حضرت عائشہ رض کے دل مین یہ سوال پیدا ہوا، اور انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ یہ دیوارین بھی خانۂ کعبہ مین داخل ہین؟ ارشاد ہوا "ہان" عرض کی کہ پھر بناتے وقت لوگون نے اُن کو اندر کیون نہین کر لیا؟ فرمایا تیری قوم کے پاس سرمایہ نہ تھا، اس لئے اتنا کم کر دیا، پھر عرض کی کہ اس کا دروازہ اتنا بلند کیون رکھا؟ فرمایا یہ اس لئے کیا، کہ وہ جس کو چاہین، اندر جانے دین، اور جس کو چاہین روک دین"

حضرت ابن عمر رض کہتے ہین کہ اگر عائشہ رض کی یہ روایت صحیح ہے، تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسی لئے ادھر کے دونون رکنون کا بوسہ نہین دیا، لیکن سوال یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم تھا کہ خانہ کعبہ اپنے اصلی اساس پر قائم نہین ہے، تو شریعت ابراہیمی کے مجدد کی حیثیت سے آپ کا فرض تھا، کہ اس کو ڈھا کر نئے سرے سے تعمیر کرتے، لیکن آپ نے حضرت عائشہ رض سے خود اس کی وجہ بیان فرمادی کہ "عائشہ رض تیری قوم اگر کفر کے زمانہ سے قریب نہ ہوتی، تو مین کعبہ کو ڈھا کر اساس ابراہیمی پر تعمیر کراتا"[1]

آج کل ہجرت کے یہ معنی سمجھے جاتے ہین کہ گھر بار چھوڑ کر مدینہ جا کر آباد ہو جانا خواہ وہ پہلے جہان آباد تھے، کیسے ہی امن وامان کا ملک ہو، لیکن حضرت عائشہ رض نے ہجرت کی حقیقت یہ بتائی ہے،

لا ھجرۃ الیوم کان المومنون یفر	اب ہجرت نہین ہے، ہجرت اس وقت تھی،
احدھم بدینہ الی اللہ والی رسولہ	جب مسلمان اپنے مذہب کو لے کر خدا اور اس کے
مخافۃ ان یفتن علیہ فاما الیوم	رسول کے پاس ڈر سے دوڑا آتا تھا کہ اس کو
فقد اظہر اللہ الاسلام والیوم	تبدیل مذہب کی بنا پر ستایا نہ جائے لیکن اب خدا
یعبد ربہ حیث شاء ولکن	نے اسلام کو غالب کر دیا، اب مسلمان جہان چاہے
جہاد ونیۃ (بخاری باب الہجرۃ)	اپنے خدا کو پوج سکتا ہے، ہان جہاد اور نیت ہے

[1] مسلم باب نقض الکعبہ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ مین اختلاف پیدا ہوا، کہ آپ کو کہان دفن کیا جائے، ایک روایت مین ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ پیغمبر جہان مرتے ہین، وہین دفن ہوتے ہین لیکن اس کا اصلی سبب حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہین،

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ	آپ نے مرض الموت مین فرمایا کہ خدا یہود و نصاری
الذی لم یقم منہ لعن اللہ الیھود	پر لعنت بھیجے، کہ انھون نے اپنے پیغمبرون کی قبرون
والنصاری اتخذ وا قبور انبیائھم	کو سجدہ گاہ بنالیا، (حضرت عائشہؓ فرماتی ہین)
مساجد لولا ذلک ابرز قبرہ غیر	کہ اگر یہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر کھلے میدان مین ہوتی
انہ خشی ان یتخذ مسجداً،	لیکن چونکہ اس کا خوف تھا کہ وہ بھی سجدہ گاہ
(بخاری آخر کتاب الجنائز، ومسند احمد جلد ۶ ص ۱۲۱)	نہ بنجائے اس لئے آپ حجرے ہی کی اندر مدفون ہوئے

علم حدیث — محدثین نے روایت حدیث کے لحاظ سے صحابہ کے پانچ طبقے قرار دیئے ہین، اور تقریباً ہر طبقے مین صحابہ کے ساتھ صحابیات بھی شامل ہین،

(۱) اول طبقہ یعنی وہ صحابہ جن کی روائتین ہزار یا ہزار سے زیادہ ہین، حضرت عائشہؓ کا شمار اسی طبقے سے ہے،

(۲) دوسرا طبقہ، یعنی وہ صحابہ جن کی روتین پانچسو یا پانچسو سے زیادہ ہین، اس مین کوئی صحابیہ شامل نہین،

(۳) تیسرا طبقہ، یعنی وہ صحابہ جن کی روائتین سو یا سو سے زیادہ ہین، مگر پانچسو سے کم ہین، حضرت ام سلمہؓ اسی مین محسوب ہین،

(۴) چوتھا طبقہ یعنی وہ صحابہ جن کی تعداد روایت چالیس سے سو تک ہی، اس طبقہ مین بکثرت صحابیات شامل ہین، مثلاً ام المومنین ام حبیبہؓ، ام المومنین میمونہؓ، ام عطیہ انصاریہؓ، ام المومنین حفصہؓ

اسمار بنت ابی بکرؓ، امّ ہانیؓ،

(۵) پانچوان طبقہ، یعنی وہ صحابہ جن کی روایتین چالیس یا چالیس سے کم ہین، اس طبقے مین بھی بکثرت صحابیات شامل ہین، مثلاً حضرت اُمّ قیسؓ، حضرت فاطمہؓ بنت قیس، حضرت ربیع بنت مسعودؓ، حضرت سبرہ بنت صفوانؓ، حضرت کلثوم بنت حصین غفاریؓ، حضرت جدامہ بنت وہبؓ وغیرہ

فن درایت

روایت کے علاوہ حدیث کے متعلق درایت کی ابتدار صحابیات ہی سے ہوتی، یعنی حضرت عائشہؓ نے بعض روایتون پر درایۃً تنقید کی، اور اُس سے درایت کے خاص خاص اصول قائم ہوئے، مثلاً ان کے سامنے جب یہ روایت کی گئی[1] کہ مردے پر اس کے اہل وعیال کے رونے سے عذاب ہوتا ہے، تو انھون نے درایۃً اس روایت کے قبول کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ خود قرآن مجید مین ہے،

لا تزرُ وازرۃ وزر اخریٰ، ایک کے گناہ کا بوجھ دوسرا نہین اٹھاسکتا،

رونا اہل وعیال کا گناہ ہے، اس کا عذاب مردے پر کیون ہوگا؟ اس سے یہ اصول قائم ہوا، کہ جو روایت نصوص قرآنیہ کے خلاف ہو، وہ قبول نہین کی جاسکتی، چنانچہ اس اصول کے رو سے انھون نے متعدد روایتون کی تنقید کی ہے، مثلاً صحابۂ کرام کے دور مین یہ خیال پھیل گیا تھا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین خدا کو دیکھا تھا، لیکن حضرت عائشہؓ کے سامنے اس کا ذکر آیا تو بولین جو شخص یہ روایت کرے، وہ دروغ گو ہے، اس کے بعد یہ آیت پڑھی،

لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر، خدا کو کوئی نگاہ پا نہین سکتی، اور وہ نگاہون کو پالیتا ہے، وہ لطیف اور خبیر ہے،

---

[1] یہ روایتین بہ ترتیب عین الاصابہ فیما استدرکتہ السیدۃ عائشہؓ علی الصحابہ صفحہ ۸، ۱۷، ۱۸، ۲۱، مین موجود ہین، اخیر روایت کے علاوہ اور روایتین بخاری مین بھی ہین،

ان کے سامنے جب یہ روایت کی گئی کہ نحوست عورت گھوڑے اور گھر میں ہے، توانھون نے اس کا انکار کیا، اور یہ آیت پڑھی،

ما اصاب من مصیبۃ فی الارض — زمین مین یا تمھارے اندر تمھین جو مصیبتین پہنچتی
وَلا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأھا — ہین، وہ پہلے سے لکھی ہوتی ہین،

غزوۂ بدر مین جو کفار مارے گئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مدفن پر کھڑے ہوکر فرمایا تھا،

ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا — خدانے جو تم سے وعدہ کیا تم نے اس کو پالیا،

ایک روایت مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کی یارسول اللہ آپ مردون کو پکارتے ہین؟ آپ نے اس کے جواب مین فرمایا،

ما انتم باسمع منھم ولکن لا یجیبون — تم اُن سے زیادہ نہین سنتے لیکن وہ جواب نہین دیسکتے،

حضرت عائشہؓ کے سامنے جب یہ روایت کی گئی، توانھون نے کہا کہ آپ نے یہ نہین بلکہ یہ ارشاد فرمایا تھا،

انھم لیعلمون الآن ان ما کنت — وہ اس وقت یقینی طور پر جانتے ہین کہ مین
اقول لھم حق، — اُن سے جو کچھ کہتا تھا، وہ سچ تھا،

اس کے بعد انھون نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی،

انک لا تسمع الموتی وما انت — اے پیغمبر تو مردون کو اپنی بات نہین سنا سکتا
بمسمع من فی القبور، — اور نہ ان کو جو قبر مین ہین،

مطلب یہ ہے کہ اس آیت کی رو سے کفار آپ کی آواز سن ہی نہین سکتے تھے[1]

---

[1] بخاری غزوۂ بدر،

عام طور پر لوگ متعہ کی حرمت مین احادیث پیش کرتے ہین لیکن حضرت عائشہؓ فرماتی ہین اُن کے ایک شاگرد نے جواز متعہ کی روایت کی نسبت پوچھا تو انھون نے اس کا جواب حدیث سے نہین دیا، بلکہ فرمایا میرے تمھارے درمیان خدا کی کتاب ہے، پھر یہ آیت پڑھی،

والذین ھم لفروجھم حٰفظون الا	جو لوگ کہ اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرتے ہین
علیٰ ازواجھم او ما ملکت ایمانھم	بجز اپنی بیبیون یا لونڈیوں کے ان پر کوئی
فانھم غیر ملومین،	ملامت نہین

اس لئے ان دو صورتون کے علاوہ کوئی اور صورت جائز نہین[1]

حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت ہے کہ حرامی لڑکا تینون مین (مان، باپ، بچہ) بدتر ہے حضرت عائشہؓ نے سنا تو فرمایا یہ صحیح نہین ہے، واقعہ یہ ہے کہ ایک منافق تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا کرتا تھا، لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اس کے علاوہ وہ ولدالزنا بھی ہے، آپنے فرمایا کہ "وہ تینون مین بدتر ہے" یعنی اپنے مان باپ سے زیادہ بُرا ہے، یہ ایک خاص واقعہ تھا عام نہ تھا، خدا خود فرماتا ہے،

ولا تزر وازرۃ وزر اُخریٰ	کوئی کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہین اٹھاتا

یعنی قصور تو مان کا ہے، بچہ کا کیا گناہ ہے جس کی بنا پر وہ اُن سے برا قرار دیا جائے،

علم فقہ عہد نبوت مین علم فقہ کوئی مدون و مرتب علم نہ تھا، کہ صحابہ باقاعدہ اس کی تعلیم حاصل کرتے، سوال واستفسار کے ذریعہ بے شبہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے مسائل دریافت کئے جا سکتے تھے لیکن صحابہ کرام کچھ تو فرط ادب سے اور کچھ اس لئے کہ قرآن مجید نے سوال کی مانعت کردی تھی آپ سے بہت کم مسائل دریافت کرتے تھے، مسند دارمی مین حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ

[1] اصابہ سیوطی بحوالہ حاکم ۵۲ ایضاً

صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف تیرہ مسائل دریافت کیے جو کل کے کل قرآن مجید مین مذکور ہین،[1]
اس بنا پر آپ سے فقہی تعلیم حاصل کرنے کا صرف یہ طریقہ تھا کہ صحابہ کرام آپ کے تمام اعمال مثلاً وضو، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کا بغور مطالعہ کرتے تھے، اور قرائن وامارات سے ان اعمال کے شروط وارکان کو مباح، واجب اور منسوخ، وغیرہ قرار دیتے تھے،[2] لیکن صحابیات کو اس طریقہ سے فائدہ اٹھانے کا بہت کم موقع ملتا تھا، اس کے ساتھ جو فقہی مسائل عورتون کے ساتھ مخصوص ہین، وہ عام طور پر بیان بھی نہین کئے جا سکتے تھے، اس لئے صحابیات کو زیادہ تر آپ سے سوال واستفسار کی ضرورت پیش آتی تھی، چنانچہ خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہین،

نعم النساء نساء الانصار لم یکن	انصار یہ عورتین کس قدر اچھی تھین کہ تفقہ
یمنعهن الحیاء ان یتفقهن فی الدین[3]	فی الدین سے ان کو حیا باز نہین رکھ سکتی تھی،

غرض اس طریقہ تعلیم سے صحابہ وصحابیات کو مختلف فوائد پہونچے، اور اس طرح اُن کے تین طبقے قرار پائے،

(۱) مکثرین یعنی وہ لوگ جن سے بکثرت مسائل منقول ہین،

(۲) مقلین یعنی وہ لوگ جن سے بہت کم مسائل مروی ہین،

(۳) متوسطین یعنی وہ لوگ جو ان دونون طبقون کے بین بین ہین،

اور ان تینون طبقون مین صحابہ کے ساتھ جو صحابیات شامل ہین، ان کے نام حسب ذیل ہین،

مکثرین مین جن کے متعلق علامہ ابن حزم نے لکھا ہے کہ اگر ان کے فتاوی جمع کئے جائین تو ہر ایک کے فتاوی سے ضخیم جلدین تیار ہو سکتی ہین، حضرت عائشہؓ داخل ہین،

متوسطین مین جن کے فتاوے رسالون کی صورت مین جمع ہو سکتے ہین، حضرت

[1] مسند دارمی ص ۲۹ [2] حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ مصر ص ۱۱۲ [3] مسلم کتاب الطہارۃ باب استحباب استعمال المغتسلۃ من الحیض فرصۃ من مسک فی موضع الدم،

اُمِ سلمہؓ شامل ہیں،

مقلین جن سے صرف چند مسائل منقول ہیں، اُن میں بکثرت صحابیات شامل ہیں مثلاً

حضرت ام عطیہ، حضرت صفیہ، حضرت حفصہ، حضرت اُمِ حبیبہ، لیلیٰ بنت قائف، حضرت اسماء، حضرت

اُمِ شریک، حضرت خولا، حضرت عاتکہ بنت زید، حضرت سہلہ، حضرت جویریہ، حضرت میمونہ، حضرت

فاطمہ، حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہم وغیرہ۔

خاتمہ

مناقب صحابیات رضہ

یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے کہ صحابہ کرام مین سب سے افضل کون ہے؟ عام اہل سنت و الجماعت کا عقیدہ یہ ہے، کہ خلفاے راشدین تمام صحابہ مین افضل ہین، اور خود خلفا مین فضیلت کے مدارج ترتیب خلافت کی رو سے قائم ہوے ہین، لیکن علامہ ابن حزم ظاہری کے نزدیک ازواج مطہرات تمام صحابہ سے افضل ہین، اور اس مسئلہ کو انھون نے اپنی کتاب ملل والنحل مین نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے، اور اسی سلسلہ مین اُن آیات واحادیث کے جوابات بھی دیئے ہین، جن سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتون کا درجہ عموماً مردون سے کم ہے لیکن اس وقت ہم ان مباحث مین پڑنا نہین چاہتے، بلکہ مذہبی اور اخلاقی حیثیت سے جو وجوہ فضیلت قائم ہوسکتی ہین، ان کو پیش نظر رکھ کر صحابیات کے مناقب مین صحیح حدیثین نقل کر دیتے ہین، جن سے یہ ثابت ہوگا کہ جن وجوہ کی بنا پر صحابہ کرام کے فضائل کی بنیاد قائم ہوئی ہے، ان مین ان کے ساتھ صحابیات بھی شامل ہین،

اسلام مین سب سے بڑی فضیلت تقدم فی الاسلام ہے، اور حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے فضائل مین یہ فضیلت سب سے زیادہ نمایان ہے لیکن اس فضیلت مین اُن کے ساتھ دو عورتین بھی شامل ہین یعنی حضرت خدیجہ رضہ اور سمیہ رضہ یا اُم ایمن رضہ چنانچہ صحیح بخاری مناقب ابوبکر رضہ مین حضرت عمار رضہ سے روایت ہے،

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت
وما معہ الا خمسۃ اعبد و	مین دیکھا ہے، کہ آپ کے ساتھ صرف پانچ
امرأتان وابوبکر،	غلام، دو عورتین اور حضرت ابوبکرؓ تھے،

تقدم اسلام کے بعد سب سے بڑی فضیلت تقدم فی الہجرت ہی اور اس فضیلت مین تمام مہاجرات اولات صحابہ کی شریک ہین چنانچہ علامہ ابن حزم ظاہری ملل ونحل مین لکھتے ہین،

فلسنا نشك ان المھاجرات	ہم کو اس مین شک نہین ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم
الاولات من نساء الصحابۃ	کی بیبیون مین مہاجرات اولات فضیلت مین
رضی اللہ عنھم یشارکن الصحابۃ فی	صحابہ کی شریک ہین، ان مین کسی عورت کو
الفضل ففاضلۃ ومفضولۃ وفاضل	کسی عورت پر اور کسی مرد کو کسی مرد پر فضیلت
ومفضول ففیھن من یفضل	حاصل ہے، عورتون مین بعض عورتین بہت سے
کثیرًا من الرجال وفی	مردون پر فضیلت رکھتی ہین، اور اسی طرح
الرجال من یفضل کثیرًا	مردون مین بعض مرد بہت سی عورتون پر
منھن وما ذکر اللہ تعالیٰ	فضیلت رکھتے ہین، خدا نے فضیلت کا کوئی
منزلۃ من الفضل الا وقرن	درجہ ایسا نہین بیان کیا جس مین مردون کے
النساء مع الرجال فیھا کقولہ	ساتھ عورتون کو شامل نہ کیا ہو، مثلاً خدا کا
تعالیٰ ان المسلمین والمسلمات	یہ قول کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتین،

اسلام مین سب سے پہلی ہجرت حبشہ کی ہجرت ہے، اور اس ہجرت مین ایک صحابیہ کو ایک ایسا شرف حاصل ہوا جس پر تمام مہاجرینِ حبشہ کو ناز تھا، چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے،

---

[1] ملل ونحل جلد ۴ ص ۱۲۶،

کہ جب ہم کو مدینہ کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا حال معلوم ہوا، تو ہم نے بھی اپنی قوم کے ۵۳ یا ۵۲ آدمی کے ساتھ ہجرت کا ارادہ کیا اور اس غرض سے کشتی پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے سو اتفاق سے کشتی حبش میں جا پڑی، اور ان لوگوں کی ملاقات حضرت جعفر بن ابی طالب رض اور ان کے رفقا سے ہو گئی، چنانچہ حضرت جعفر رض نے ان لوگوں سے کہا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بھیجا ہے اور یہیں اقامت کا حکم دیا ہے، تم لوگ بھی ہمارے ساتھ اقامت کرو، ان لوگوں نے وہاں اقامت اختیار کی، یہاں تک کہ جب خیبر فتح ہوا، تو سب کے سب ایک ساتھ آئے اور خیبر ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے، اس موقع پر ان لوگوں کو یہ فضیلت حاصل ہوئی، کہ جو لوگ غزوۂ خیبر میں شریک نہ تھے، ان میں ان کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو مالِ غنیمت سے حصہ نہیں دیا، ان لوگوں سے بعض صحابہ نے کہا کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے، حضرت اسماء بنتِ عمیس رض بھی ان ہی لوگوں کے ساتھ حبشہ سے آئی تھیں، وہ ایک روز حضرت حفصہ رض کی ملاقات کو گئیں، تو حضرت عمر رض بھی آگئے، اور ان کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حضرت حفصہ رض نے جواب دیا کہ اسماء بنتِ عمیس، ان کا نام سن کر حضرت عمر رض نے فرمایا، یہ حبشیہ ہے، یہ بحریہ (یعنی سمندر کی رہنے والی) ہے، حضرت اسماء بنت عمیس رض نے کہا کہ ہاں ہم ہیں، اب حضرت عمر رض نے فرمایا، کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے، ہم تم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحق ہیں، یہ سن کر حضرت اسماء رض برہم ہوئیں، اور کہا کہ عمر تم غلط کہتے ہو، خدا کی قسم تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے، آپ تمہارے بھوکے کو کھانا کھلاتے تھے، اور تمہارے جاہل کو نصیحت کرتے تھے، اور ہم حبش کو دور ترین مبغوض زمین میں پڑے ہوئے تھے ہم کو ایذا دی جاتی تھی، ہم خائف رہتے تھے، اور یہ سب کچھ صرف خدا اور خدا کے رسول کی ذات کے لئے تھا، خدا کی قسم تم نے جو کچھ کہا ہے، جب تک اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ کروں گی نہ کھانا کھاؤں گی، نہ پانی پیوں گی، خدا کی قسم کسی قسم کا جھوٹ نہ بولوں گی، کجروی نہ اختیار کروں گی، اور اس واقعہ میں کوئی اضافہ نہ کروں گی، چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو انھوں نے اس واقعہ کو

بیان کیا، اور آپ نے اس کو سُن کر فرمایا وہ تم سے زیادہ میرے مستحق نہیں ہیں عمر اور اُن کے اصحاب کی صرف ایک ہجرت ہے اور تم اہلِ کشتی کی دو ہجرتیں ہیں، حضرت اسماءؓ کا بیان ہے، کہ ابو موسیٰ اور دوسرے کشتی والے جوق کے جوق میرے پاس آتے تھے، اور اس حدیث کو پوچھتے تھے، ان کے لئے دنیا کی کوئی چیز اس سے زیادہ مسرت خیز اور باعظمت نہ تھی، حضرت ابو موسیٰؓ بار بار مجھ سے اس حدیث کو پوچھتے تھے[۱]۔

فضیلت کی ایک بڑی وجہ محبتِ رسول ہے، اور اس محبت کی وجہ سے بعض صحابیات کو وہ درجۂ تقربِ رسول حاصل ہوا جو صرف مخصوص صحابہ کو حاصل تھا، صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازواجِ مطہرات کے سوا بجز حضرت ام سلیمؓ (حضرت انسؓ کی ماں) کے کسی عورت کے پاس تشریف نہیں لیجاتے تھے، چنانچہ آپ سے اسکی وجہ پوچھی گئی، تو آپ نے فرمایا، مجھے اُن پر رحم آتا ہے کیونکہ اُن کے بھائی میرے ساتھ شہید ہوئے تھے[۲]، جس لطف و محبت کے ساتھ آپ اُن کے گھر تشریف لیجاتے تھے، اسی لطف و محبت کے ساتھ وہ آپ کی خدمت گذاری بھی کرتی تھیں، بخاری کتاب الاستیذان میں ہے کہ جب آپ اُن کے گھر تشریف لیجاتے تھے، تو وہ آپ کے لئے بچھونا بچھا دیتیں، آپ آرام فرماتے جب سو کر اُٹھتے تو وہ آپ کا پسینہ ایک شیشی میں جمع کرلیتیں، مرتے وقت وصیت کی کہ کفن میں حنوط کے ساتھ عرقِ مبارک بھی شامل کیا جائے، حضرت انس بن مالکؓ کی خالہ امّ حرام کو بھی اکثر یہ شرف حاصل ہوتا تھا، چنانچہ معمول تھا کہ جب آپ قبا کو تشریف لیجاتے تو اُن کے پاس ضرور جاتے، وہ اکثر کھانا لاکر پیش کرتیں اور آپ نوش فرماتے، آپ سو جاتے، تو وہ آپ کے بالوں سے جوئیں نکالتیں[۳]،

مخصوص صحابیات کے علاوہ قومی حیثیت سے بھی بعض صحابیات کو بعض معاشرتی فضائل حاصل ہیں،

---

[۱] مسلم باب من فضائل جعفر بن ابی طالبؓ واسماء بنت عمیس واہل سفینتھم [۲] صحیح مسلم باب من فضائل ام انسؓ ابن مالک وبلالؓ [۳] بخاری کتاب الجہاد ص ۳۹۱،

اور ان فضائل مین اس قبیلے کی تمام صحابیات شامل ہین مثلاً ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام ہانی رض سے نکاح کی خواہش کی، تو انھون نے یہ معذرت کی کہ میرا سن زیادہ ہوگیا، اور میرے لڑکے ہین، جن کی پرورش میرے لئے ضروری ہے، اس موقع پر آپ نے عموماً قریشی عورتون کی یہ فضیلت بیان کی،

خیر نساء رکبن الابل نساء	شتر سوار عورتون مین سب سے بہتر قریش
قریش احناہ علی یتیم فی	کی عورتین ہین بچپن مین اپنے یتیم بچے سے
صغرہ وارعاہ علی زوج	محبت رکھتی ہین، اور اپنے شوہر کے مال
فی ذات یدہ[1]	کی بہت زیادہ حفاظت کرتی ہین،

انصار کا قبیلہ اسلام مین ایک خاص درجۂ فضیلت رکھتا ہے، اور اس قبیلہ کے مرد اور عورت دونون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یکسان محبوب تھے، چنانچہ حضرت انس بن مالک رض سے مروی ہے کہ ایک بار انصار کی عورتین اور انصار کے لڑکے ایک شادی کی تقریب سے واپس آرہے تھے، آپ نے ان کو دیکھا تو کھڑے ہوگئے، اور تین بار فرمایا کہ "تم لوگ میرے نزدیک تمام لوگون سے زیادہ محبوب ہو" دوسری روایت مین ہے کہ ایک انصاریہ صحابیہ اپنے بچے کو ساتھ لے کر آئین اور آپ نے ان سے گفتگو فرمائی، اور اسی سلسلہ مین دو بار فرمایا، کہ "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ مین میری جان ہے، تم تمام لوگون مین مجھ سب سے زیادہ محبوب ہو"[2]

ان فضائل کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلفائے راشدین نے بھی صحابیات کی قدر و منزلت کو قائم رکھا، چنانچہ صحیح مسلم مین ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ایمن رض کی ملاقات کو تشریف لیجایا کرتے تھے، آپ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر رض نے حضرت عمر رض سے فرمایا کہ آؤ چلین جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ملاقات کو جایا کرتے تھے، اسی طرح ہم بھی ان کی

---

[1] مسلم باب من فضائل نساء قریش [2] بخاری کتاب المناقب باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للانصار انتم احب الناس الی،

ملاقات کو آئین، چنانچہ جب اُن کے پاس پہنچے، تو وہ رو پڑین ان لوگون نے کہا کیون روتی ہو خدا کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو درجہ ہے وہ نہایت بہتر ہے، بولین مین اس لئے نہین روتی کہ مین اس سے ناواقف ہون، بلکہ اس لئے روتی ہون کہ وحی کا آسمانی سلسلہ ٹوٹ گیا، اس پر یہ دونون بزرگ بھی رو پڑے[۱]

عام صحابیات کے علاوہ ازواجِ مطہرات کو جو عزت حاصل تھی، عورتون کی تاریخ مین اس کی نظیر نہین مل سکتی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حرم محترم نے انتقال کیا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ سجدے مین گر پڑے، لوگون نے کہا آپ اس وقت سجدہ کرتے ہین؟ بولے "جب قیامت کی کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کر لیا کرو، پھر ازواجِ مطہرات کی موت سے بڑھ کر قیامت کی کون سی نشانی ہو گی؟"[۲] مقام سرف مین حضرت میمونہؓ نے وفات پائی، تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی ساتھ تھے، بولے کہ "یہ میمونہ ہین، ان کا جنازہ اٹھاؤ تو مطلق حرکت و جنبش نہ دو"[۳]

بعض صحابہ عزت و محبت کی وجہ سے ازواجِ مطہرات پر اپنی جائداد وقف کرتے تھے، چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ازواجِ مطہرات کے لئے ایک باغ کی وصیت کی تھی، جو چار ہزار پر فروخت کیا گیا[۴]

خلفاء ازواجِ مطہرات کا نہایت ادب و احترام کرتے تھے، حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت مین ازواجِ مطہرات کی تعداد کے لحاظ سے نو پیالے طیار کرائے تھے، جب اُن کے پاس میوہ یا اور کوئی کھانے کی عمدہ چیز آتی، تو اُن پیالون مین کر کے تمام ازواجِ مطہرات کی خدمت مین بھیجتے[۵]

۲۳ھ مین جب حضرت عمرؓ امیر الحاج بن کر گئے تو ازواجِ مطہرات کو بھی نہایت عزت کے ساتھ ہمراہ لے گئے، حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو سواریون کے ساتھ کر دیا تھا، یہ لوگ

---

[۱] مسلم باب من فضائل ام ایمنؓ [۲] ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب السجود عند الآیات [۳] نسائی کی کتاب النکاح ذکر امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی النکاح وازواجہ وما اباح اللہ عزوجل لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم [۴] ترمذی کتاب المناقب مناقب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ [۵] موطائے امام مالک کتاب الزکوٰۃ باب جزیۃ اہل الکتاب والمجوس،

آگے پیچھے چل … ت منزل پر اُترتی
تھیں تو حضر … اجازت نہیں دیتے تھے[2]
عا … اندازہ اس سے
ہو سکتا ہے کہ گ … تے تھے، اور وہ
ان کے لئے … کے دامن تربیت
مین پرورش … تھے، اور چونکہ مجھکو
حضرت عائشہ … تھے، جوان لوگ
مجھ سے بھائی … ہیں تھے،[3]
غرض … ان کا درجہ یکسان
بلند کیا، اور خ … ت کو یہ درجہ صرف
مذہب اخلاق … نے درجے کو بلند
کر سکتی ہین …

---

۱ طبقات ا … ۲ ادب المفرد
باب الکتابۃ الی النساء وجوابہن۔

تابعینؒ

علم و عمل اور مذہب و اخلاق مین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سچے جانشین اور ان کے تربیت یافتہ تابعینِ کرام رضی اللہ عنہم تھے، اور صحابۂ کرام کے بعد ان ہی کی زندگی مسلمانون کے لئے نمونۂ عمل ہے، اس لئے سیر الصحابہؓ کی تکمیل کے بعد دار المصنفین نے اس مقدس گروہ کے حالات کا یہ تازہ مرقع مرتب کیا ہے، اس مین حضرت عمر بن عبد العزیزؒ، حضرت حسن بصریؒ، حضرت اویسؒ قرنی، حضرت امام زین العابدینؒ، حضرت امام باقرؒ، حضرت امام جعفر صادقؒ، حضرت محمد بن حنفیہ، حضرت سعید بن مسیبؒ، حضرت سعید بن جبیرؒ، حضرت محمد بن سیرینؒ، حضرت ابن شہاب زہریؒ، امام ربیعہ رائیؒ، امام مکحول شامیؒ، قاضی شریحؒ وغیرہ چھیانوے اکابر تابعینؒ کے سوانح، ان کے علمی، مذہبی، اخلاقی اور عملی مجاہدات اور کارنامون کی تفصیل ہے،

مرتبہ: شاہ معین الدین احمد ندوی، ضخامت ۵۶۰ صفحے، قیمت: للعہ

سیرۃ عمر بن عبد العزیزؒ

حضرت عمر بن عبد العزیز خلیفہ اموی کے سوانح حیات اور ان کے مجددانہ کارنامے،

ضخامت　　طبع سوم　　قیمت: ۔/ع

(منیجر دار المصنفین اعظم گڑھ)

(طابع و ناشر: محمد اویس وارثی)